ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 101	قیمت -/30 روپے	مئی/جون 2009



خانقاہ معلیٰ نوربخشیہ سرموں کی اندرونی حصے کا خوبصورت منظر

نعت رسول مقبولؐ

احسان علی، عاشق

عاشقو دراصل ہے یہی زندگی
مل کے بولو سبھی یا نبیؐ یا نبیؐ

اسم احمدؐ رگوں میں ہے سانسوں میں ہے
اسم احمدؐ دلوں میں نگاہوں میں ہے
اسم احمدؐ سے دل کی کلی کھل گئی

عاشقو دراصل ہے یہی زندگی
مل کے بولو سبھی یا نبیؐ یا نبیؐ

دل لگا کر خدایا عبادت کروں
سبز گنبد کی جاکر زیارت کروں
ہے یہی آرزو ہے یہی تشنگی

عاشقو دراصل ہے یہی زندگی
مل کے بولو سبھی یا نبیؐ یا نبیؐ

اپنے روضے پہ اب مجھ کو بلوایئے
میری قسمت کھُلے میری بگڑی بنے
پھر میں سمجھوں گا ہے زندگی زندگی

عاشقو دراصل ہے یہی زندگی
مل کے بولو سبھی یا نبیؐ یا نبیؐ

سر جھکاؤ سبھی، وقت تعظیم ہے
ایسی تعظیم ہی اپنی تکریم ہے
اسم احمدؐ ہی اعلیٰ ہے، نور جلی

عاشقو دراصل ہے یہی زندگی
مل کے بولو سبھی یا نبیؐ یا نبیؐ

میں یہاں ہوں، میرا دل مدینے میں ہے
یا مدینہ بسا میرے سینے میں ہے
کیسی اچھی ہے احسان یہ عاشقی

عاشقو دراصل ہے یہی زندگی
مل کے بولو سبھی یا نبیؐ یا نبیؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ : 101 | اپریل / مئی 2009ء | قیمت 30 روپے

مدیر

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزکاری اور ڈیزائن کاری

تصوف نیشنل لائبریری اسلام آباد

اہتمام

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

پتہ

A-358 سیکٹر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

ای میل : nawaesufia_intl@yahoo.com

نیا اکاؤنٹ نمبر

چیک ڈرافٹ بنام ماہنامہ نوائے صوفیہ اکاؤنٹ نمبر 8-1773-010-010

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ادارے کا مضمون نگاروں اور نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے انٹر گرافک پرنٹرز آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

(اداریہ)

تفکّر و تذکّر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

رب العالمین نے اس عالم آب و گل میں موجود ہر چیز انسانوں کے فائدے کے لئے پیدا فرمائی۔ جیسا کہ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی اس نے تمہارے لئے زمین میں موجود ہر چیز کو پیدا فرمایا۔ انسان کو بے پناہ کمالات کا حامل بنا دیا۔ خواہ وہ کمالات صوریہ ہوں یا کمالات معنویہ۔ ساتھ ہی ساتھ انسان کو یہ سوچ بھی عطا ہوئی ہے کہ وہ اپنے لئے مفید چیز کا انتخاب کرے۔ جب منفعت اور دفع مضرت کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انسان فطری طور پر وہی کر گزرتا ہے جو اُس کے اپنے گمان میں اپنی زندگی میں اس کے لیے باعث شادمانی ہو۔ وہ کوئی ایسا کام کرنے سے کنارہ کش رہنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے لیے کسی بھی وقت نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ عام انسانوں کی فطری تقاضوں کی عکاس باتیں ہیں خواہ وہ نظریاتی دنیا میں ہوں یا خواہ غیر نظریاتی کائنات کے شہری ہوں۔ ہماری بحث نظریاتی کائنات کے شہریوں سے ہے۔ نظریاتی کائنات کے شہریوں کو دو بڑے حریف گروہوں کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ ایک بڑا حریف گروہ عالم کفر اور دوسرا بڑا گروہ عالم اسلام کے نام سے مشہور ہے۔ ہر ایک بڑا گروہ بٹوارہ پہ بٹوارہ کی زد میں نظر آتا ہے۔ ہم بھی عالم اسلام کے بٹوارہ پہ بٹوارہ کی زد میں آکر مختلف اسلامی مکاتب فکر میں ایک مکتبۂ فکر والے شمار ہوتے ہیں۔ یہ مکتبۂ فکر صوفیہ نوربخشیہ مکتبۂ فکر کہلاتا ہے۔ صوفیہ نوربخشیہ مکتبۂ فکر کا معاشرہ صوفیانہ اسلامی معاشرہ کہلاتا ہے۔ یہ صوفیہ نوربخشیہ مکتبۂ فکر اسلامی معاشرہ اپنانے والوں کا مکتبۂ فکر تھا۔ شروع شروع میں یہ نہایت پاکیزہ اور خالص اسلامی معاشرہ تھا۔ رفتہ رفتہ اس میں غیر صوفیانہ اسلامی معاشرہ کی آمیزش نظر آنے لگی۔ اس آمیزش کی وجہ سے صوفیانہ اسلامی معاشرہ اپنانے والوں کو بے حد معنوی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ صوفیانہ اسلامی معاشرہ میں ایک قسم کی پوشیدہ رخنہ اندازی کا سلسلہ مختلف صورتوں میں چل نکلا۔ اس رخنہ اندازی کے اصل ذمہ دار حضرات اپنی کئی مراعات کی وصولی کے بعد راہی ملکِ عدم ہو چکے ہیں تاہم وہ رخنہ اندازی کے جو بیج بو گئے ہیں وہ اُگ آنے کو ہے، پنیری تیار ہونے کو ہیں، لوگ بڑے شوق سے پنیری کی خریداری کر رہے ہیں، پودے کی دیکھ بھال کرنے والا مالی اپنی مراعات حاصل کرنے میں لگا ہوا ہے، پودے تناور درخت بننے کے لئے انتظار کی گھڑیاں گن رہے ہیں، ایک ہم ہیں کہ خوابِ غفلت سے بیدار ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔

ایک انچھوتا انداز:

یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ صوفیانہ اسلامی معاشرہ جب غیر صوفیانہ اسلامی معاشرے کی آمیزش کا شکار ہو گیا تو اس کے بڑے دُور رس نتائج بھی برآمد ہونے لگے۔ آمیزش کی وبا اب اس حد تک رسائی پا گئی ہے کہ ہمارا نام بھی اس آمیزش میں آ گیا ہے۔ اس آمیزش کو عوام کالانعام میں مقبول بنانے کے لئے نہایت پُر فریب مقصد کو حسین ترین شکل میں پیش کر دیا ہے تاکہ عوام کو اس طرح سے اندھیرے میں رکھا جا سکے۔ اس انداز کے نتیجے میں بعض رُسومات کو فروغ دینے کیلئے جاہلوں کا طبقہ تیار کر لیا گیا۔ بعض نام نہاد دانشور حضرات کی طرف سے رُسومات کو فروغ دینے کے لئے اوہام پرستی کو پذیرائی ملتی رہی۔ چنانچہ آمیزش والے تمام طریقوں کو ترقی یافتہ بنانے کے لئے طبقۂ جہلاء کو برتری حاصل ہو گئی اور علماء پر ان کی گرفت

باقی صفحہ نمبر 44 پر

فقہ اسلامی

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

أما صلوة المسافرين فلو كان السفر ستة عشر فرسخا كل فرسخ ثلاثة أميال وكل ميل أربعة آلاف خطوة متوسطة ولو كان المسافر يريد أن يرجع بلا مكث طويل فارتحاله ورجوعه محسوب في مسافة القصر ومن شرطه أن يكون السفر إما واجبا كالحج أو مستحبا كزيارة الأنبياء والأولياء الأموات والأحياء أو طلب العلم شريعة أو طريقة أو حقيقة أو مباحا كالتجارة وكسب المعاش ومثله يجوز القصر وما لم يكن هكذا بل حراما كقطع الطريق أو جند الظلمة أو غيره من المعاصي الشرعية لا يجوز له القصر ولا لمن سفره أكثر من حضره ولا لمن لا يتعين مقصد في السفر ٥

ترجمہ: مسافروں کی نماز کا مسئلہ:

اگر سفر سولہ فرسخ کا ہو، ہر ایک فرسخ تین میلوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر ایک میل درمیانے درجے کے چار ہزار قدموں پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی مسافر کسی لمبے ٹھہراؤ کے بغیر واپسی کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا کوچ کرنا اور اس کی واپسی دونوں صورتوں کو مسافتِ قصر میں گنا جائے گا۔

قصر کی شرطیں:

۱۔ سفر واجب ہو مثلاً حج کرنا۔

۲۔ سفر مسنون ہو مثلاً رحلت فرمائے گئے اور زندہ موجود انبیائے عظام علیہم السلام اور اولیائے کرام کی زیارت کو جانا۔

۳۔ شریعت، طریقت اور حقیقت کی صورتوں میں علم حاصل کرنا۔

۴۔ سفر نفس اباحت کا درجہ رکھتا ہو مثلاً بیوپار، مزدوری اور اس جیسا اور کوئی جائز کام۔

ان صورتوں میں قصر جائز ہے جو سفر اس قسم کا نہ ہو بلکہ وہ سفر حرام ہو۔ مثلاً ڈاکہ زنی کے لئے سفر کرنا، ظالموں کی لشکر بندی کے لئے سفر بندی کرنا یا دوسرے شرعی گناہوں کے لئے سفر کرنا۔ ان صورتوں میں سفر کرنے والوں کے لئے قصر کرنا جائز نہیں۔ اس طرح اس شخص کے لئے بھی قصر نماز جائز نہیں جس کے سفر کا دورانیہ اس کے حضر کے دورانیہ سے زیادہ ہو اور نہ ہی اس شخص کے لئے قصر نماز جائز ہے جس کے سفر کرنے میں کوئی مقصد متعین نہ ہو۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں مندرجہ ذیل اُمور کی وضاحت اور نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ مسافر کی نماز
۲۔ مسافت قصر نماز
۳۔ جلد بازی کا کرشمہ
۴۔ سفر کی نوعیت
۵۔ فقدان قصر کی صورتیں

تفصیل وضاحت:

۱۔ مسافر کی نماز:

مسافر کی نماز کا نام قصر ہے۔ ظہر، عصر اور عشاء کی پہلی دو دو رکعتوں کی بجا آوری پر اکتفاء کرنے کا نام قصر ہے۔ نماز صبح اور نماز مغرب کے لئے کوئی قصر نہیں۔

۲۔ مسافتِ قصر نماز:

قصر نماز کے لئے شریعت محمدیہ کی رو سے جو مسافت متعین

کی گئی ہے وہ سولہ (16) فرخ قرار پا گئے ہیں۔ یہ فرخ تین (3) میلوں پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ ہر ایک میل درمیانے درجے کے چار ہزار (4000) قدموں پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے شرعی میل عام مروجہ میل کی نسبت زیادہ فاصلے کا حامل قرار پائے گا۔ عام مروجہ میل آٹھ (8) فرلانگ پر مشتمل ہوا کرتا ہے اور ہر فرلانگ دو سو بیس (220) گز کے فاصلے پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک مروجہ میل ایک ہزار سات سو ساٹھ (1760) گز پر مشتمل ٹھہرتا ہے۔ درمیانے درجے کے قدم کو تقریباً ایک گز قرار دیا جائے تو شرعی میل عام مروجہ میل سے دو ہزار دو سو تیس (2230) گز زیادہ فاصلے پر مشتمل قرار پاتا ہے۔ قصر نماز کے لئے شرعی مسافت اڑتالیس (48) میل کا فاصلہ قرار پاتی ہے۔ تاہم یہ فاصلہ شرعی فی میل چار ہزار (4000) گز کے حساب سے ہوگا نہ کہ عام مروجہ میل ایک ہزار سات سو ساٹھ (1760) گز کے حساب سے۔

۴۔ جلد بازی کا کرشمہ:

جلد بازی کے کرشمہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر کسی جگہ پر لمبا پڑاؤ ڈالے بغیر جلد واپس آنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کی روانگی اور واپسی دونوں کا مجموعہ اڑتالیس (48) میل بنتا ہو تو اس کو قصر کی سہولت شرعاً حاصل ہوگی۔

سفر کی نوعیت:

قصر نماز کے لئے شرعاً سفر کی نوعیت بھی واضح کی گئی ہے۔ چنانچہ اگر سفر واجب ہو مثلاً حج کا سفر۔ پس حج کے سفر پر روانہ ہونے والے حجاج کرام کو قصر نماز کی سہولت حاصل ہوگی۔ اس طرح سے انبیاء اور اولیائے کرام کی بابرکت درگاہوں کی زیارت کو جانے کا سفر شریعت، طریقت اور حقیقت کے لحاظ سے مخصوص دینی علوم کے حصول کا سفر، سفر نفس اباحت کا درجہ رکھتا ہو مثلاً تجارت کو جانے کا سفر، مزدوری کے لئے جانے کا سفر، پرائیویٹ یا سرکاری ملازمت کے لئے جانے کا سفر۔ سفر کی یہ مذکورہ صورتیں قصر نماز کے لئے شرائط کا درجہ رکھتی ہیں۔ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کے شرعاً مفید مطالعاتی دورے کو بھی اس اباحت کے درجے کا سفر قرار دیا جا سکتا ہے لہٰذا ان کو بھی شرعاً قصر نماز کی سہولت میسر ہو سکتی ہے۔

۵۔ فقدان قصر کی صورتیں:

"فقدان قصر کی صورتیں" کا مطلب یہ ہے کہ اگر سفر واجب، مسنون اور نفس اباحت کا درجہ رکھنے والا سفر ہونے کے سفر کسی ناروا مقصد کے لئے ہو مثلاً ڈاکہ زنی کا سفر، چوری کا سفر، ظالموں کی لشکر بندی کا سفر، دہشت گردی کا سفر، خودکش حملہ آور کا سفر، بدکاری کا اڈہ چلانے کا سفر، فلمی شوٹنگ کا سفر، آوارہ گردی کا سفر، غیر مفید پکنک منانے کا سفر اور دشمن کی جاسوسی کا سفر یعنی اسلام دشمن عناصر کی جاسوسی کا سفر، گویا سفر کرنے کی ان مذکورہ صورتوں میں قصر نماز کی سہولت شرعاً بالکل حاصل نہیں ہوگی۔ اس طرح سے اکثر سفر میں ایام گزارنے والے اور بے مقصد سفر کرنے والوں کو بھی قصر نماز کی سہولت شرعاً حاصل نہیں ہوگی۔

❀☆❀☆❀

ضروری اطلاع

برائے

نمائندگان و قارئین نوائے صوفیہ

☆☆☆

نوائے صوفیہ کا بینک اکاؤنٹ نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔

نیا اکاؤنٹ نمبر یہ ہے

"نوائے صوفیہ اکاؤنٹ نمبر 010-1773-8

UBL سیکرٹریٹ برانچ، اسلام آباد

تمام نمائندہ حضرات اور قارئین سے گزارش ہے کہ رسالے سے فروخت کی آمدنی اور اپنے ذمے بقایا جات نئے اکاؤنٹ نمبر کے ساتھ ارسال کریں۔ (ادارہ)

Islamic Tenets

Principles of Islamic Tenets

(Part-I)

Sajjad Hussain Balghari, M.Sc.

Introduction:

Kitab al-Atiqadiya is one of the most important works of Mir Sayyed Muhammad Nurbaksh Qahistani. It aims at doing away with differences and disunity prevailing among Muslim sects over basic tenets of Islam. In this book as well as his another famous book on Islamic jurisprudence titled Fiqh al-Ahwat, we find Nurbaksh A. R. as the wonderfully illustrious mediator between different Islamic sects

ان الله امرني ان ارفع الاختلاف من بين هذه الامة اولا في فروع الدين الشريعة المحمدية كما كانت في زمانه من غير زيادة ونقصان وثانيا في الاصول من بين الامم وكافة اهل العالم

Translation: *I am directed by God |through Iham| to do away with the differences prevailing among the Ummah on practices \of prophet of Islam\ and to describe the Muhammadan Practices wihout any increase/innovation or decrease/omission in such a way as it was being practised in prophet's lifetime at first and secondly to remove the disunity of the Ummah and the people of the world over Islamic tenets and belief.*

In order to eliminate the differences of the Muslim Ummah on Muhammadan Practices, Mir *Sayyed Muhammad Nurbakhsh Qahistani wrote a comprehensive book on Islamic Jurisprudence titled "Fiqh al Ahwat" that means "the superlatively precautionary jurisprudence" and in order to do away with the differences of the Muslim Ummah on Islamic faith, he has written the present book titled "Kitab al Atiqadiya" meaning "The Book of Faith". The contents of Kitab al-Atiqadiya is the masterly explanation of*

آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسولہ والیوم الآخر۔

with brevity and clarity . The five basic articles of faith are explained in this book

in a way so as to bridge the gap between sunnism and shi'ism . These five articles of belief are exactly the same as mentioned in the following verse of the Holy Quran:

ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسولہ ویوم الآخر فقد ضل ضلالا بعید۔
سورۃ النساء آیت نمبر 136/135

Translation: *Whosever disbelieves in God and his angels and his books and his messangers and the last day, has surely gone astray into far error. ....The Holy Quran , Women iv/135 & iv /136.*

من آمن باللہ والیوم الآخر و ملائکۃ والکتاب والنبیین۔ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 177

Translation: *It is righteousness to believe in God, and the Last Day, and the angels, and the books and the messengers. Holy Quran Surah 2.177*

God the Nourisher and the Sustainer of the universe has given man a serious warning that if a person disbelieves these five articles of faith, then surely the person has gone astray into far error. So it is compulsory upon every Muslim to believe and say.

آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسولہ والیوم الآخر۔

Translation: *I believe in Allah and his Angels, and his books, and his Messengers and the Last Day.*

It is crystal clear that belief and tenets play a very vital role in a Muslim's life. Without a strong belief in Islamic tenets, a Muslim's religion remains merely a feeble, weak and impracticable one. These Five Articles of Faith is to Islam what a foundation is to a multi-story building or a tall structure. So it is very very necessary

باقی صفحہ 20 پر

بقیہ اصول تصوف

کسی نے آسمان تصوف کے مہر و منیر شیخ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ سے پوچھا تصوف کیا ہے؟ فرمایا:

”حق تعالیٰ کے ساتھ پیوست ہو جانا۔ یہ کیفیت صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے جب نفس، روح کی قوت اور حق کے ساتھ قائم رہنے کی وجہ سے اسباب سے بے نیاز ہو چکا ہو“۔

پس یہ ہے تصوف جو حرف تنقید بنا ہوا ہے اور اسے ہوا بنا دیا گیا ہے۔ آج دنیا جن معاشرتی اور معاشی مسائل میں الجھی ہوئی ہے اور ہزاروں صفحات اس کے حل کے لئے علمی مساعی کی صورت میں سیاہ کیے جا رہے ہیں۔ ایسے میں دو باتوں کا علم ہو جائے تاکہ تباہی کے کنارے پہنچی دنیا امن کا سانس لے اور یہی دو باتیں تصوف کا اصل الاصول ہے۔ خدا کا خوف اور دنیا سے بے رغبتی۔ خدا کے خوف سے ہر شخص میں جواب دہی کا احساس زندہ موجود رہتا ہے اور دنیا سے بے رغبتی سے انسان کے اندر فساد اور ہوس کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں جو تمام معاشرتی اور معاشی مشکلات کا باعث ہیں۔

❋☆✪☆❋

اہلِ بیتؑ

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام

ناجی مناجی

حضرت حجِ ناطق امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام ائمہ اہلِ بیت میں چھٹے امام ہیں۔ سلسلۂ پاک کبرویہ، ہمدانیہ، نوربخشیہ میں آپ ساتویں قطب کے مقام پر فائز ہیں۔ آپ کے ارشاداتِ عالیہ تصوف و عرفان کے اسرار و رموز کا ایک بحرِ ذخار ہیں۔ عظیم صوفی بزرگ حضرت شقیق بلخیؒ نے آپ کے ان ارشادات کو کتابی صورت میں جمع کیا ہے۔ ہمارے پیش نظر جو چھاپی نسخہ "مصباح الشریعہ و مفتاح الحقیقہ در تزکیۂ نفس و حقائق و معارف الٰہی" کے نام سے حسن مصطفوی کے فارسی ترجمے اور شرح کے ساتھ موجود ہے اسے "انتشاراتِ قلم" نے شائع کیا ہے۔ مترجم نے کسی وجہ سے "شقیق بلخیؒ" کا نام درج نہیں کیا اور محض اتنا لکھنے پر اکتفا کیا ہے:

"این کتاب به طور مسلم از مراکز وحی و الهام گرفته شده، و به وسیلهٔ شخصیتی که ارتباط با عالم غیب داشته است تالیف شده است."

جبکہ سید شہاب الدین صاحب سرموی کے پاس اسی کتاب کا ایک اور نسخہ موجود ہے جس پر مؤلف کا نام حضرت "شقیق بلخیؒ" درج ہے۔ یہ کتاب دینِ اسلام اور مذہبِ صوفیہ کی تعلیمات اور تصوف کے اسرار و رموز سے متعلق سو ابواب پر مشتمل ہے اور اپنی علمی اہمیت اور عملی افادیت کے اعتبار سے ایک نادرِ روزگار گنجِ گراں مایہ ہے، جس میں نہ صرف مذہبِ صوفیہ بلکہ تمام اہلِ اسلام اور اہلِ ایمان کے لیے ہدایت کا بہترین سامان موجود ہے۔ نوائے صوفیہ میں یہ عظیم کتاب قسط وار شائع ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی نور القلوب العارفین بذکره، و قدس ارواحهم بسره، و نزه افئدتهم لفکره، وشرح صدروهم بنوره، وأنطقهم بثنائه و شکره، شغلهم بخدمته، ووفقهم لطاعته، و استعدهم بالعبادة علی مشاهدی، و دعاهم الی رحمته و صلی الله علی محمد امام المتقین و قائد الموحدین و مونس المقربین و علی آله المنتجبین الأبرار والأخیار، وسلم تسليماً كثيراً

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے عارفوں کے دلوں کو اپنے ذکر سے منور کیا اور ان کی روحوں اپنے اسرار کی برکت سے پاکیزہ بنایا، اور ان کے قلوبِ باطنی کو اپنے فکر سے منزہ کیا اور ان کے سینوں کو اپنے نور کی برکت سے کھول دیا اور ان کی زبانوں کو اپنی حمد و ثنا اور شکر کی توفیق بخشی اور انہیں اپنی کی خدمت میں مشغول رکھا اور اپنی اطاعت کی توفیق بخشی اور اپنی بندگی کی طرف بلایا تا کہ عبادت کے وسیلے سے انہیں اپنے انوار جمال و جمال کے مشاہدے سے سرفراز کرے اور انہیں اپنی جوارِ رحمت میں بلایا۔

اور صلوات ہو اللہ کی حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو پرہیزگاروں کے امام، اہلِ توحید کے رہبر اور مقربینِ بارگاہ کے انیس و غمخوار ہیں، نیز آپ کی آلِ اطہار پر جو ابرار اور اخیار کے مقام پر فائز ہیں، اور ان پر بہت بہت سلام۔

اما بعد فهذا کتاب مصباح الشريعة و مفتاح الحقيقة من کلام الامام الحاذق و فیاض الحقایق، جعفر بن محمد الصادق علی آبائه و علیه الصلوة والسلام، وهو مبوب علی مأة

صلوات و سلام کے بعد مدعا یوں ہے کہ یہ کتاب موسوم مصباح الشریعہ و مصباح الحقیقہ حضرت امامِ حاذق و فیاضِ حقائق جعفر

بن محمد صادق کے کلام میں سے ہے، آپ پر اور آپ کے آبا پر درود وسلام ہو۔ اور یہ کتاب سو ابواب پر مشتمل ہے۔

مراتبِ مکنوناتِ قلب

خوف، رجا اور محبت:

قال الصادقؑ نجوی العارفین تدور علی ثلثة اصول: الخف و الرجاء و الحب، فالخوف فرع العلم و الرجاء فرع الیقین و الحب فرع المعرفة فدلیل الخوف الهرب ، ودلیل الرجاء الطلب، و دلیل الحب ایثار المحبوب علی ما سواه فاذا تحقق العلم فی الصدر خاف و اذا صح الخوف هرب، و اذا هرب نجی و اذا اشرق نور الیقین فی القلب شاهد الفضل و اذا تمکن من رؤیة الفضل رجی و اذا وجد حلاوة الرجاء طلب، و اذآ وفق للطلب وجد و اذا تجلی ضیاء المعرفة فی الفؤاد هاج ریح المحبة و اذا هاج ریح المحبة و استأنس فی ظلال المحبوب آثر المحبوب علی ما سواه و باشر أو امره و اجتنب نواهیه و اختارهما علی کل شی ء غیر هما و اذا استقام علی بساط الانس بالمحبوب مع أ داء أ و امره واجتناب نواهیه وصل الی الروح المناجاة والقرب۔

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اہلِ عرفان کے مکنوناتِ قلب کی بنیاد تین اصولوں پر ہے:

۱۔خوف

۲۔رجا

۳۔محبت

ان میں سے خوف علم کا اثر اور نتیجہ ہے۔ رجا یعنی امید یقین کی شاخ اور اس کا نتیجہ ہے اور محبت معرفت کی شاخ ہے اور اس کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔

خوف کی علامت بچنا اور پرہیز کرنا ہے۔ امید و رجا کی علامت طلب کرنا اور مانگنا ہے اور محبت کی علامت یہ ہے کہ محبوب کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز اور مقدم رکھے۔

پس جب علم کسی کے سینے میں متحقق ہو جائے تو وہ ڈرتا ہے اور جب ڈرتا ہے تو وہ معاصی اور مناہی سے پرہیز، گریز اور فرار کی راہ اختیار کرتا ہے اور جب ان سے پرہیز و گریز کرتا ہے تو ان کے ضرر و نقصان سے بھی نجات حاصل کرتا ہے۔ اور جب عارف کے دل میں یقین کا نور چمکتا ہے تو وہ خالقِ حقیقی کے جود و عطا اور لطف و کرم کی صفات کا مشاہدہ کرتا ہے اور یوں جب اسے امید و رجا کی حلاوت نصیب ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا لطف و کرم اور فضل و عطا طلب کرتا ہے اور جب اس مرحلے کی توفیق عطا ہوتی ہے تو وہ اپنے مطلوب و مقصودِ حقیقی کو پالیتا ہے۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جان رسد بہ جانان یا خود زتن برآید

اور جب معرفت کی روشن دل کے اندر جلوہ گر ہو جائے تو دل میں محبت کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور جب محبت کی بادِ نسیم چلتی ہے اور محبت اور محبوب کے سایے میں آرام ملتا ہے تو وہ اپنے محبوب کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دیتا ہے اور اس کے فرمان اور اوامر و نواہی کی پابندی کرتا ہے اور انہیں اپنی خواہشات و مرغوباتِ نفسانی پر مقدم رکھتا ہے اور جب اسے بساطِ انس اور مقامِ محبت پر استقامت نصیب ہوتی ہے اور اپنے محبوب کے فرامین اور اوامر و نواہی کی بجا آوری اور انجام دہی میں سعی و کوشش سے کام لیتا ہے تو بالآخر وہ راز و نیاز کی حقیقت سے آگاہ ہو کر اپنے محبوبِ حقیقی تک رسائی پالیتا ہے اور مقربانِ بارگاہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

حرم، مسجد اور کعبہ:

ومثال هذه الاصول الثلثة کالحرم والمسجد و الکعبة، فمن دخل الحرم أمن من الخلق ، ومن دخل مسجد أمنت جوارحه ان یستعملها فی المعصیة ، و من دخل الکعبة أمن قلبه من أن یشغله بغیر ذکر الله تعالی فانظر أیها المؤمن فان کانت حالتك حالة ترضیها لحلول الست: فاشکر الله تعالی

باقی صفحہ نمبر 58 پر

ہمدانیات

روش نوربخشیہ مشرب ہمدانیہ کی اساس

(قسط اوّل)

مولانا محمد محسن علی

فاضل عربی، ایم اے، بی ایڈ، ای پی ایم

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

لکل جعلنا منکم شرعۃً و منھاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فیما اتیکم فاستبقوا الخیرات الی اللہ مرجعکم جمیعا فننبئکم ما کنتم فیہ تختلفون

ترجمہ: ''ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے الگ شریعت اور کشادہ راہِ عمل بنائی ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن وہ تمہیں الگ الگ احکام کے ذریعے آزمانا چاہتا ہے جو اس نے تمہیں ان سب باتوں میں حق و باطل سے آگاہ فرمادیا ہے جن میں تم اختلاف کرتے ہو (المائدہ ۴۸)''

حضرت احدیت کی رفعتوں کا شہباز، عزت وجلال کے کہساروں کا عقاب، معرفت کے آسمان کا ماہتاب، سمائے قدس کا آفتاب، فضائے قدس کا نور، وجود انسانی کا کیمیا، حضرت رحمان کا پسندیدہ ومختار، بارگاہِ ایزدی کا مشکور ومخمور، محمد رسول اللہؐ کا نورِ عین، مرتضیٰ و بتول کا ثمرۂ دل، احادیث و تفاسیر کی حقیقتوں سے آگاہ، حقائق اسرار کی بصیرتوں سے بہرہ ور، طریق سبحانی کے طالبوں کا مرشد، جمالِ رحمانی چاہنے والوں کا موصل، مشہور و معروف عارف میر سید علی ہمدانی نوراللہ مرقدہ۔

تذکرۂ حسب ونسب:

آپ نجیب الطرفین تھے یعنی آپ کے والد گرامی حضرت سید شہاب الدین ہمدانی اور والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ دونوں حضرت امام زین العابدین کی نسل سے تھے۔

خیرۃ اللہ من الخلق ابی ثم امی فانا ابن الخیرتین

فضۃ قد صفیت من ذھب فانا الفضۃ ابن الذھبین

من لہ جد کجدی فی الوری او کامی فانا ابن القمرین

مخلوق میں سب سے برگزیدہ میرے پدر گرامی اور پھر میری مادر گرامی ہیں پس میں ابن الخیرتین ہوں یعنی افضل ترین انسانوں کی اولاد ہوں۔ چاندی جیسے سونے سے صاف کیا گیا ہو پس میں دو نکھرے ہوئے سونے کا حاصل ہوں۔

مخلوق میں میرے جد امجد جیسی جد کس کی ہے یا میری ماں جیسی ماں کس کی ہے؟ پس میں قمرین یعنی چاند جیسے دو نورانی انسانوں کی اولاد سے ہوں۔

ابتدائی تعلیم:

بحوالہ خلاصۃ المناقب نورالدین جعفر بدخشی سیادت مآب فرماتے ہیں کہ میرے ماموں سید علاء الدین ابو المکارم، رکن الدین علاء الدولہ سمنانی (متوفی ۷۳۶ھ) اولیاء اللہ میں سے تھے، آپ کے حسن تربیت سے مجھے بچپن ہی میں قرآن پاک حفظ ہوگیا تھا۔ میں والد کے معاملات کی جانب راغب نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ حاکم ہمدان تھے جو امراء وسلاطین کی طرف ملتفت تھے۔

شاہ ہمدان دنیائے تصوف اور جہان فتوت کی منفرد ہستی ہیں۔ آپ کی حیات طیبہ انتہائی دلپذیر، ولولہ انگیز اور روح پرور ہے۔ آپ ایک متبحر عالم دین، بلند مرتبہ روحانی سالک، عظیم المرتبت عارف اور منزل تصوف میں مسافر مقیم اور مقیم مسافر ہیں۔ آپ کا مقام ہمیشہ رفعت آشنا اور ارتقاء پذیر ہے۔

سید آن کشور مینو نظیر

میر و درویش و سلاطین رامشیر

شاہ ہمدان نے تین بار مشرق سے مغرب کا سفر کیا۔ بارہ مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے آپ فاضل ،موثر، اور بلند پایہ مصنف ہیں۔ تصوف، فتوت، اخلاق اور انسانیت کے موضوع پر آپ کے شہ پاروں کی تعداد عربی و فارسی میں ۱۷۰ سے متجاوز ہے۔ آپ ترجمان اسرار غزل گو ہیں۔ ان سب سے بالاتر آپ عظیم مبلغ اسلام اور خداشناس ولی ہیں۔

آپ ہمدان سے ختلان ،بدخشان ،بلتستان (تبت خورد) اور لداخ گئے۔ ختلان میں باقاعدہ اقامت کے لئے جگہ خرید کر وقف کردی۔ پھر کشمیر منتقل ہوئے۔ ہر جگہ مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر کیں آپ کا عظیم ترین کارنامہ بلتستان اور خطہ کشمیر کے لوگوں کو دین اسلام سے روشناس کرانا ہے ان علاقوں میں آپ نے دین اسلام کی اشاعت ہی نہیں کی بلکہ اپنے ساتھ تہذیب ،علوم و ہنر بھی لائے کلاہ سازی، شال بافی، سنگ تراشی ، معماری ، خشت سازی، چوبکاری، جلد بندی وغیرہ فنون سے اہل کشمیر وبلتستان کو متعارف کرایا۔ جناب شاہ ہمدان اور ان کے سات سو ہمراہیوں نے خطہ کے ساکنین کو علمی، روحانی، اور فنی جہتوں سے بہرہ ور کیا۔ بقول علامہ محمد اقبال ۔

خطہ را آن شاہ دریا آستین

داد علم و صنعت و تہذیب ودین

آپ تصوف میں سلسلۂ کبرویہ کے کے شیخ طریقت تھے آپ نے آگے چل کر سلسلۂ ہمدانیہ کا اجراء کیا۔ آپ کے ہزاروں شاگرد اور بیسیوں خلفاء تھے جنہیں آپ نے مختلف جگہوں پر اپنا نائب مناب بنا کر تبلیغ واشاعت دین کے لئے مقرر فرمایا تھا لیکن آپ نے اپنا جانشین حضرت خواجہ اسحاق ختلانی کو بنایا جن کی تربیت کے لیے آپ خاص طور پر ختلان منتقل ہوئے تھے۔ خواجہ بھی حکمران خاندان کا چشم و چراغ تھے، لیکن انسانی سروں پر حکمرانی کی بجائے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔

حافظ حسین کربلائی روضات الجنان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ اسحاق ختلانی کی خدمت میں بیک وقت دو ایسے نوجوان پہنچے کہ اتفاق سے دونوں صحیح النسب سید بھی تھے، بلند ہمتی، اولوالعزمی اور جوانمردی میں بھی دونوں بلند دستگاہ رکھتے تھے، اور وہ ہیں میر سید محمد نوربخش اور سید عبد اللہ برزش آبادی۔ خوجہ اسحاق ختلانی کے بعد سلسلۂ عالیہ ہمدانیہ دو ناموں سے جاری رہا اور اب تک جاری ہے۔ ایک میر سید محمد نوربخش کی نسبت سے نوربخشیہ کہلایا اور دوسرا سید عبد اللہ برزش آبادی کی نسبت سے ذھبیہ کہلایا۔ اب ہم سلسلہ ہمدانیہ کے حوالے سے روش نوربخشیہ کا تعارف کراتے ہیں۔

میر سید محمد نوربخش اپنی کتاب صحیفۃ الاولیا میں حضرت امیر کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

پس از شاہ مردان چو سید علی

بدین جامعیت نیامد ولی

سید نوربخش آپ کی ذات والا صفات سے بہت متاثر ہیں وہ انسان نامہ میں قرآن کریم کی آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا میں حبل اللہ سے مراد کون ہے؟ پر تفصیلی بحث کرتے ہیں وہ علماء ،مفسرین، اور صوفیاء کے اقوال نقل کرنے کے بعد یہ ثابت کرتے ہیں کہ حبل اللہ کے میں علما کا ان چاروں پر اتفاق ہے:

(۱) قرآن پاک (۲) علمائے شریعت (۳) مشائخ طریقت اور (۴) عترت رسالت۔

پھر وہ اپنی یہ رائے درج کرتے ہیں چون اصح اقاویل اهل تفسیر و تاویل در حبل اللہ چهار است وآن چهار معنی در ذات شریف حضرت علی الثانی موجود بود بی اشتباہ آن حضرت حبل اللہ باشد ص ۶۷،۶۸

یعنی اہل تفسیر اور ارباب تاویل نے حبل اللہ سے متعلق ان چار باتوں کو صحیح ترین قرار دیا ہے۔ بے شک یہ چار خصوصیات حضرت امیر کبیر کی ذات ستودہ صفات میں موجود ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ نوربخش آپ کے صوفیانہ مسلک کے بھی بیحد معترف ہیں۔ انسان نامہ میں فرماتے ہیں:

و سلسله وی اقوی از جمیع سلاسل اولیاء است." آپ کا سلسلہ یعنی سلسلۂ ہمدانیہ تمام سلاسل صوفیہ میں سب سے قوی ہے۔"

911 ہجری میں جدی (موجودہ نام زڈی) بل کے مقام پر میر شمس الدین عراقی نے جو خانقاہ نوربخشیہ کے نام سے تعمیر کی تھی اس میں کندہ کرنے کے لئے میر شمس الدین عراقی کی فرمائش پر مشہور فارسی گو کشمیری شاعر حاجی محمد قدسی نے سلسلۃ الذھب کو منظوم کیا تھا جسے مشہور کشمیری خطاط اور کندہ کار ملا ربی گنائی اور حاجی شمس الدین گنائی نے خانقاہ کے اندرونی دیوار پر کندہ کردیا تھا اس میں یہ اشعار تھے۔

نوربخش آن محمد ثانی
غوث اعظم امام ربانی
نسبت او بآفتاب هدیٰ
خواجه اسحاق زبدهٔ شهدا
نسبت او به پیر ربانی
قطب عالم امیر همدانی
ذات او منبع معانی دان
نام او را علی ثانی دان

تحفۃ الاحباب ص۳۲۳

کتاب سلسلۃ الذھب میں مختلف صوفیانہ گروہوں کے اجمالی ذکر کے بعد آیا ہے کہ طائفۂ اول سلسلۂ ذهب، مذهب هوفیه، مشرب همدانیه روش نوربخشیه که ازجمله سلسلۂ تصوف اقوی و اکمل.

جب تعلیمات تصوف کا رنگ انسان کے ظاہر وباطن پر چڑھتا ہے تو انسانی شخصیت اپنے نقطۂ کمال کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے اور انسان صفات الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے چنانچہ مشرب ہمدانیہ روش نوربخشیہ انسان کی عظمت کے لئے درج ذیل اوصاف سے متصف ہونے کی ہدایت کرتا ہے:

انسان عالمگیر انسانی اخوت کا پیکر ہو۔
انسان رحمت وشفقت کا مجسمہ ہو۔
انسان عدالت وامانت کا نمونہ ہو۔
انسان استغنا اور عزت نفس کا پیمبر ہو۔
انسان تواضع ونیازمندی کا منبع ہو۔
انسان اعتدال وتوازن کا پیکر اتم ہو۔
انسان حق وباطل میں واضح امتیاز کا فرقان (فرق کرنے والا) ہو۔

ہمارا قومی المیہ ہے کہ کچھ لوگ ظاہرا بھی گروہی مفادات میں الجھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ہمیں اس خول سے باہر نکلنا ہوگا۔ لیکن بے شمار مصلحین ومبلغین اور رہبران قوم کی حالت یہ ہے کہ زبان سے اسلامی وحدت اور انسانی اخوت کا نام لیتے ہیں، اتحاد ورواداری کا راگ الاپتے ہیں تعصبات وفرقہ واریت کی نفی وتردید کرتے ہیں لیکن خود اتنے بڑے متعصب اور فرقہ پرست واقع ہوتے ہیں کہ اپنے اور مخصوص حلقے کے سوا کسی اور کو مسلمان سمجھتے ہیں نہ ہی کسی اور کو زندہ رہنے کا حق دینا چاہتے ہیں دوسروں کو فرقہ پرستی کا الزام دے کر لوگوں کو اس سے پرہیز کی تلقین کرکے جس قدر تنگ نظری اور محدود گروہی وجماعتی تعصب کا بھی اظہار کرتے ہیں اس سے بڑھ کر اور ملتِ اسلامیہ کے ساتھ ظلم اور کیا ہوگا؟

آیئے ہم اپنے قول وفعل کے کھلے اور چھپے تضادات سے توبہ کریں نفرتوں اور تعصبوں کے بت کو توڑ کر عالمگیر اخوت کے رشتے میں منسلک ہوجائیں تاکہ ہمارا تعلیمات اسلامیہ کا پرچار معاشرے میں صحیح نتائج پیدا کرسکے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

(جاری ہے۔۔۔)

(مولانا محسن علی صاحب سرموی کا یہ مقالہ انہوں نے شاہ ہمدان کانفرنس مظفر آباد منعقدہ 12 جولائی 2008 میں پیش کیا تھا۔اس کانفرنس میں بلتستان سے ممتاز عالم دین مولانا علی محمد ہادی شگری، مولانا محسن علی اور ممتاز شاعر احسان علی دانش سریکی نے مسلک نوربخشیہ اور شمالی علاقہ جات کی نمائندگی کی تھی)۔

نور بخشیات

اصول تصوف

غلام نبی سرور سرکی ایجوکیشنل سنٹر کریس

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے! تصوف کیا ہے؟ خدا سے ملنے اور اسے پانے کی شدید آرزو کا نام، جو انسان کو اپنے مقصود حقیقی و مطلب اصلی سے لو لگائے رکھنے پر آمادہ رکھتا ہے۔

تصوف ایک عالمگیر صداقت ہے کیونکہ یہ دین اسلام کی اصل روح ہے اور دین ایک عالمگیر نظام ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنا مقصد پالیتا ہے۔ غلط فہمیوں کے ماحول میں کسی چیز کا اپنے اصل روپ میں سامنے آنا کس قدر مشکل ہے۔ اور جب تک گرد کی تہیں الگ کر کے اصل ماخذ کا مطالعہ نہ کیا جائے حقیقت واضح بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کا احساس تصوف کے بارے میں غلط العوام تاثر کا جائزہ لیتے ہوئے ہوتا ہے۔ ظاہر و باطن کے حوالے سے ہر فرد خوب واقف ہے۔ تعلیم اور تزکیہ کو بھی فرائض نبوت میں سے ہر شخص جانتا ہے۔ اسی تزکیہ اور تصوف کا نام باطن ہے۔

خدائے بزرگ و برتر سے محبت رکھنا، خدا سے ڈرنا، دنیا سے کم رغبتی خدا کی مشیت پر راضی رہنا، دین کے کاموں میں اخلاص ہونا، حرص نہ کرنا، خود پسند نہ ہونا وغیرہ ہم ان خلاق کو سلوک یعنی تصوف کہتے ہیں۔ تصوف شریعت کے علاوہ یا اس سے ہٹ کر کوئی ادارہ یا تحریک نہیں بلکہ شرعی احکام و مسائل کے ضمن میں لوگوں کے اندر آمادگی اور شوق ابھارنا تصوف کا اصل کام ہے۔ یوں تو نماز ادائے ارکان کے ساتھ مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن تصوف حضور قلب پیدا کرنا چاہتا ہے۔ روزے کے ساتھ ضبط نفس کا اہتمام تصوف کا منشاء ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت سب کچھ خدا کے راہ میں لٹا دینے کا عزم تصوف کے پیش نظر ہے۔ تصوف حج کو دنیا کے غیر متعلقہ مشاغل سے آزاد کر دینے کا ذریعہ بنا دینا چاہتا ہے۔ اسی طرح تمام فرائض و واجبات کے سلسلے میں تصوف کی نظر اس کی اصل غایت اور روح پر رہتی ہے۔ تصوف کے ادارے دراصل اس وقت وجود میں آئے جب علم و علماء کی ذہنی تعیش کا ذریعہ اور وعظ و نصیحت کی بجائے دوسروں کو نیچا دکھانے کا ہتھیار بن گئے تھے۔ الفاظ بہت ہیں مگر مفہوم و معنی سے یکسر خالی، عُبّاد و زہاد، اوراد و وظائف میں تو مشغول ضرور تھے مگر دنیا کی رغبت اور حبِ جاہ نے قوانین کو بازیچۂ اطفال اور حکومتی اداروں کو کھوکھلا کر دیا تھا۔ اسی صورت حال میں تصوف نے اس روح کو بیدار کرنے پر زور دیا، جو علم کو با مقصد، زہد کو نتیجہ خیز، حکومت کو خادم خلق اور تعلیم و تدریس کو سرگرم بنائے، تصوف ہی کی خانقاہوں نے غریبوں کو نفیس و لطیف دستر خوان پر بٹھایا اور امیروں کو روکھی روٹی اور سوکھی دال سے آشنا کیا اور دونوں کے دلوں سے ایک دوسرے کی کدورت و نفرت اور از خود تجویز کردہ معاشی و معاشرتی بُرائی کا خاتمہ کر دیا۔

یہ وہی تصوف ہے جن کے اسلاف کے ہاں بھی نماز تھی، روزہ تھا، حج تھا اور زکوٰۃ تھی۔ مگر وہ پانچ وقت کی نمازوں کے ساتھ ساتھ پوری زندگی کو نماز بنانے کا داعیہ رکھتے تھے۔ وہ صرف پانچ وقت خدا کے ہاں حاضر ہونے پر نہیں، ہمہ وقت خدا کے ہاں حاضری پر زور دیتے تھے۔ وہ صرف منہ کا رُخ کعبہ کی جانب موڑنا کافی نہ سمجھتے تھے جب تک دل ربِ کعبہ کے آگے نہ جھک جاتا ان کے ہاں صرف پیٹ کو خالی رکھنے کا نام روزہ نہیں تھا بلکہ دل کو اوہام و خرافات سے بھی خالی رکھنا تھا۔ صرف تجوری سے سکے نکال دینا اصل زکوٰۃ نہ سمجھی جاتی جب تک دل کے نہاں خانوں سے حبِ مال و زر کو دیس نکالا نہ مل

جاتا۔ وہ مسلمانوں کے روحانی اور قلبی ملاپ کے علمبردار تھے۔ جہاد کا مفہوم اچھی طرح جانتے تھے مگر صرف اتنا ہی نہیں کہ میدان جنگ میں تلوار سے لڑا جائے بلکہ وہ تو نفس اور شیطان کے ساتھ جہاد کو جہاد اکبر کا نام دیتے تھے۔ وہ جہاد کو مانتے اور جانتے ہوئے بھی خواہش نفس سے لڑنے کو جہاد کی معراج کہتے تھے۔ تصوف میں محبت الٰہی کو بنیاد اور قرب و معیت ذاتی کو منزل قرار دے کر فکر و عمل میں جو انقلاب پیدا کیا، تاریخ عالم میں پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس طرح وہ دکھ کو عطیہ محبوب، ابتلا و آزمائش کو امتحان، بھوک کو طعام دوست اور رنج و کلفت کو راہ عشق کے کانٹے سمجھ کر زندگی کی تلخیوں اور ناکامیوں کو خوشگواری مسرت و زیادہ بہتر قابل عمل طریقے میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اگر مستند کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کا سارا رخ انسان کی طرف تھا وہ مظلوم کی حمایت، ظالم کو ھدایت، سرکش اور مغرور لوگوں کو خادم انسانیت بنانے کی دعوت، خدا ترسی، غمگساری اور رضا کارانہ خدمت کو عبادت کا درجہ دینے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تصوف نے عبادت میں جو لذت اور حلاوت پیدا کی ہے اس نے خود زندگی میں مقصدیت اور حسن پیدا کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کے عروج و زوال کی حیرت ناک داستانیں اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں۔

آنحضرتؐ نے اسلام کو ایک آفاقی نظام پیش کیا تھا۔ اس پیغام کا سارا پروگرام عدل، انصاف، مساوات اور دنیائے انسانیت کے لئے ایک فلاحی معاشرے کے قیام پر مبنی تھا۔ یہ سب کچھ ہمیں صوفیاء کے طرز عمل میں ملتا ہے۔ انہوں نے انسانیت کو الخلق عیال اللہ قرار دے کر بلاتفریق رنگ و نسل خدمت کو اپنا شعار قرار دیا۔

دنیائے تصوف کی جانی پہچانی شخصیت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تصوف کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ سخاوت ابراہیمؑ، رضائے اسحاقؑ، صبر ایوبؑ، مناجات زکریاؑ، غربت یحییٰؑ، خرقہ پوشی موسیٰؑ، تجرد عیسیٰؑ اور فقر محمدؐ۔

باقی صفحہ 9 پر

نوربخشیات

صوفیہ نوربخشیہ ویب سائٹ

www.sufianurbakhshia.net

تحقیق و ترجمہ: غلام محمد شاہین ایم اے اکنامکس

صوفیہ نوربخشیہ ویب سائٹ صوفیانہ عملی زندگی گزارنے اور عظیم صوفی بزرگوں کے ارشادات پر صحیح طریقے سے عمل کرانے کے سلسلے میں ایک اہم کوشش ہے۔ ویب سائٹ کے ذریعے صوفیہ نوربخشیہ کے عظیم بزرگوں کی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے میں یہ کوشش ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگی۔ ویب سائٹ میں درج ذیل میں اہم موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے:

ابتدا:

اس پیج میں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کا ایک تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس میں سلسلۃ الذہب صوفیہ نوربخشیہ کے بزرگوں کا روحانی سلسلہ پیش کیا گیا ہے۔

نوربخشی تاریخ:

اس ونڈو میں صوفیہ نوربخشیہ مسلک کے شمالی علاقہ جات، کرگل اور لداخ میں پھیلاؤ کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔

بنیادی اصول:

اس مینو میں صوفیہ نوربخشیہ کے نو بنیادی کلمات خوبصورت اوردیدہ زیب انداز میں عربی اور اردو ترجمہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ چودہ روحانی نعرے بھی درج ہیں۔

ذکر:

صوفیہ نوربخشیہ کی بنیادی تعلیم ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مصروف اور مشغول رہنا ہے۔ ویب سائٹ میں تسبیحات، اوراد و ختم، وظائف، معمولات اور دیگر اوراد کو عربی متن، انگریزی اور اردو ترجموں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 20 پر

تصوف

ہماری علمی زبوں حالی فکر اقبال کی روشنی میں

مولانا عبدالحلیم شبیری تھلوی گلگت

شکایت ہے مجھے یارب خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

آج ہم اس عالم رنگ وبو میں المناک کیفیت سے دو چار ہیں کہ علوم شرق وغرب کے محیط بیکراں میں غواصی کے بعد بھی روح میں درد وکرب کا احساس باقی رہتا ہے۔ اغیار کے خرمن تحقیقات سے خوشہ چینی کے باوجود ہمارا نشتر تحقیق کند رہتا ہے اور ہم ستاروں پر کمند ڈالنے اور ان کے جگر چاک کرنے کی صلاحیت سے یکسر عاری رہے ہیں اس پر مستزاد یہ کہ نہ تو مہر ومہ وانجم ہمارے محکوم اور نہ ہی افلاک ہماری نگاہوں سے لرزاں۔ آج وہ مکتب کہاں جہاں سے فراغت پانے والے جہاد زندگانی کے لئے یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم اور حق گوئی وبے باکی کی شمشیروں سے لیس ہوں۔ اور 'اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی' کے عین مصداق جہاں میر کارواں کا 'نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز' کی صورت میں رخت سفر فراہم کیا جاتا ہے! اب وہ میخانہ علم کہاں جہاں دنیا کی امامت کے پیش نظر صداقت، عدالت، سخاوت اور شجاعت کے جام لنڈھائے جاتے ہوں لہذا آج اگر کوئی کارواں سے ٹوٹنے یا حرم سے بدگماں ہو تو وجہ صاف ظاہر ہوگی کہ میر کارواں قبائے علم تو زیب تن کئے ہوئے ہے مگر خوئے دلنوازی کے وصف سے متصف نہیں۔ عصر حاضر کی تعلیم نے ہمیں خرد کو سرزنش کرنے والے جنون سے ہی بیگانہ اور لاتعلق ہی نہیں کیا بلکہ خلوت کوہ وبیاباں میں فاش اسرار ورموز کو بھی ہماری نظاروں سے مستور کر رکھا ہے۔ حالانکہ اس عالم نورانی میں دانش وبینش کی ارزانی کے باعث کسی شے کا مخفی رہنا بعید از قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ خطیب عصر حاضر کا بیان اس کا منطق سے سلجھا ہوا لغت کے بکھیڑوں میں الجھا ہوا۔

لبھاتا ہے دل کو کلام خطیب
مگر لذت شوق سے بے نصیب

والی بات ہے۔ کلام خطیب لغت کے بکھیڑوں موشگافیوں میں الجھا ہوا اور لذت شوق سے اکثر بے نصیب ہوتا ہے۔ اپنی تمام زیست عزیز تشنگی علم بجھانے میں صرف کرنے کے باوجود ہم قرآن وحدیث میں پوشیدہ معانی ومفاہیم کے گوہر ہائے بے بہا اور گنجہائے گرانمایہ کو چھوڑ کر فروعی اختلافات کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں اور ان فروعی اختلافات میں الجھنے کو عین کار ثواب گردانتے ہیں حالانکہ غواص کو گہر سے مطلب ہونا چاہیے نہ کہ صدف سے۔ خطیب کے مسائل نظری میں الجھنے کے بعد جماعت کا حشر کسی سے پوشیدہ نہیں رہتا اور تو اور چشم فلک کو بھی یہ دور دیکھنا تھا کہ بیٹے کو باپ کا علم ازبر نہیں۔ مگر پھر بھی میراث پدر کا دعویدار تو ہے۔ ایں چہ بوالعجبی است۔ عہد رواں کے علوم سے فراغت کے سند کا تمغہ سینے پر سجانے کے بعد دولت قدرت، لذت اور شہرت تو حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر سراغ زندگی ہاتھ نہیں آتا۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

کی صدا پر بھی لبیک کہنا قبیح تصور کرتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ کتابوں نے ہمیں اتنا کور ذوق بنا دیا ہے کہ ہمیں صبا سے بوئے گل کا سراغ نہیں مل پاتا آج اہل دانش عام اور اہل نظر کمیاب گفتار کے غازی، ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں اور کردار کے غازی مثل عنقا فلسفہ تو ہے مگر تلقین غزالی سے تہی دست ایسے میں آپ کو راز ہست وبود گل کی پتی میں تو نظر آ سکتا ہے مگر حیرت کدہ علم میں اس کی نمود

این خیال است ومحال است وجنوں

فرنگی تعلیم ہمارے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں اس کا تریاق ڈھونڈنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ سب بلاریب اہل کلیسا کے نظام تعلیم کے کرشمے ہیں۔ جسے علامہ اقبالؒ نے دین و مروت کے خلاف سازش قرار دیا تھا باوجود اس کے کہ فرنگیانہ تعلیم اور کافروں کی زبان سیکھنے میں کوئی قباحت یا رکاوٹ نہیں مگر شرط یہ ہے کہ جوہر میں لا الہ الا اللہ تو موجود ہو۔ علامہ اقبال مغربی تعلیم کے حصول کے دلدادہ حضرات کے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

کھلے ہیں سب کے لئے غریبوں کے میخانے
علوم تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں
اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری
ترے بدن میں اگر سوز لا الہ نہیں

اقبال نے بھی مغربی علوم کا جی بھر کر مطالعہ کیا، مغربی درسگاہوں سے ڈٹ کر استفادہ کیا، مغربی علم کی تشنگی کمی کا بھرپور ازالہ کیا، افکار اور نظریات کو پوری طرح قریب سے کھنگالا، مغربی فکر و فلسفہ کو حکیمانہ انداز میں چھان پھٹک کر دیکھا، تہذیب کے ساگر میں خوب غوطہ زنی کی مگر اپنا رشتہ فکر و خیال اور علاقہ محبت و عقیدت اپنے مشرق اور مشرق کے بڑوں سے قائم رکھا اور برملا یہ کہنے پر فخر محسوس کیا۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مغربی درسگاہوں سے بھرپور استفادہ کے بعد علوم مغرب کے جام شریں لنڈھانے کے بعد آپ پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مغربی ارباب حل و عقد کا مطمع نظر سادہ لوح اور فاقہ کش مسلمانوں کے بدن سے روح محمدؐ کو باہر کرنا اور فکر عرب کو فرنگی تخیلات دے کر اسلام کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنا ہے تو انہوں نے واشگاف الفاظ میں ان کی منافقانہ تعلیم کا بھانڈا پھوڑ دیا کہ

تعلیم پر فلسفہ مغربی ہے یہ
ناداں ہیں جن کو ہستی کی غائب کی ہے تلاش
مذہب ہے جس کا نام وہ ہے ایک جنون خام
ہے جس سے آدمی کے تخیل کو ارتعاش
شیدائی غائب نہ رہ دیوانہ موجود ہو
غائب ہے اقوام پر معبود حاضر کا اثر

اور یہی وہ تعلیم ہے جسے مغرب اور مغربی تہذیب کے پروردہ لارڈ میکالے نے برصغیر میں نافذ العمل کیا اس کے مذموم مقاصد کی روح اس کے ان الفاظ سے مترشح ہوتی ہے۔ ایک ایسا طبقہ جو رنگ و خون کے اعتبار سے ہندوستانی ہو مگر ذوق، طرز فکر، اخلاق اور فہم و فراست کے نقطہ نظر سے انگریز ہو یہ سب اقدامات اس لئے تھے انہیں یہ ڈر لگا رہتا تھا کہیں۔

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ ہو بن جائے

اپنے مقاصد فاسدہ کے لئے انہوں نے ترغیب و تحریص کے جال بچھائے۔ عہدوں کے حصول کی خاطر اسلامی علوم ترک کر کے انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ اقبال نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکر معاش

اور یوں اہل مغرب قلیل مدت میں اسلامی علم اور علماء دونوں کو ختم کرنے کی سعی کی جو کسی حد تک کامیاب رہی۔ زمانے کی ہوا بدلنے کے ساتھ ایسا تغیر دین میں بھی ہوا۔ بہرکیف مسلمانوں نے انگریزوں کی صدا پر آمنا و صدقنا کے فلک شگاف نعرے لگائے اور چشم چرخ گردوں نے یہ انقلاب بھی دیکھا کہ جدید تعلیم محض کلرک پیدا کرنے لگی۔ دنیا تو مل گئی مگر طائر دین پرواز کر گیا واضح سی بات ہے جب فرنگی تعلیم و تربیت پر توجہ دی تو عشق رسولؐ اور عشق خدا جذبہ جہاد اور شوق شہادت رگ و پے میں سرایت کرنے سے رہ گئی۔ ستم تو یہ ہے کہ متاع کارواں کے لٹنے کا احساس بھی دامن گیر نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس دور میں بھی علوم جدیدہ کی بنا محسوس پر ہے۔

حکمت مشرق و مغرب نے سکھایا ہے مجھے
ایک نکتہ کہ غلاموں کے لئے ہے اکسیر!

دین ہو، فقر ہو، فلسفہ ہو، سلطانی ہو!
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بناء پر تعمیر

حرف اس قوم کا بے سوز عمل زار زبوں
ہو گیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر

مزید برآں یہ کہ عصر حاضر میں صوفی کی طریقت میں فقط ں احوال اور ملا کی شریعت میں فقط مستی گفتار تو نظر آتی ہے لیکن وہ مجاہد خال خال ہی دکھائی دیتے ہیں۔ جن کی رگ و پے میں فقط مستی دار ہو۔ یہ اسی علم کے کارہائے نمایاں ہیں اور علم جدید کو علامہ نے ر کے حق میں علم نہیں زہر کہا ہے۔ جس کا حاصل دو کف جو کے کچھ نہیں، یہی نہیں بلکہ انہوں نے تو عشق گرہ کشا کے فیض کے عام نے کی شکایت کرتے ہوئے اس علم وفن کو بندگی ہوس قرار دیا۔

ان کے ہاں حضرت اسماعیلؑ کو آداب فرزندگی سکھانے فیضان نظری کارفرما تھا۔ یہ مکتب کی کرامت قرار دینا درست تصور ں۔ موجودہ رائج الوقت نظام تعلیم وہی ہے جس میں مومن کی خودی وجودہ تعلیم کے تیزاب میں ڈالنے کے بعد نرم ہونے پر اپنے مذموم م کے لئے جدھر چاہیں پھیر سکتے ہیں اور اسی تعلیم کے حصول کے عالم فاضل اپنا دین و ایمان بیچنے کے لئے تیار ہو جاتے ۔ حقیقت میں ایسے علوم کے حصول کے بعد صاحب علم کو کرگسوں پلنے والے فریب خوردہ شاہین سے تعبیر کریں گے جو رہ ورسم ازی سے ناآشنا ہوتا ہے۔

آج اسی علم کی بدولت ایک عام انسان کی زندگی مفلوج بن رہ گئی ہے مروجہ علوم سے فارغ التحصیل لوگوں نے صفت شاہین کو نے کی بجائے کرگس اور گدھ کے طریق کار کو اپنانے کو ترجیح دیتے ے تنزلی کو دوام بخشا ہے۔ اسی وجہ سے آج جدھر بھی دیکھو ہر ایک کا زخمی، آنکھیں اشک بار، دل دھواں دھواں اور روح گھائل نظر آتی ۔ آج کل ہر ایک کا تن من سب جل رہا ہے۔ کسی کو پل بھر کے لئے قرار نہیں۔ خواہشات کا لامتناہی بڑھتا جا رہا ہے۔ انسان ناکام خواہشات کے ملبے تلے دب کر ریزہ ریزہ ہوتا جا رہا ہے اور ہر ایک زندگی کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے یہ سب فرنگی علوم کی یلغار اور اپنے دین سے بے رخی کا نتیجہ ہے۔

وہ اقبال شب زندہ دار جس سے لندن کی زمستانی ہوا، میں شمشیر کی تیزی کے باوجود آداب سحر خیزی نہ چھوٹے، وہ بھی مدرسہ و خانقاہ سے غمناک، کبیدہ خاطر اور شکوہ سنج اٹھتے ہیں۔ اقبال شاہین صفت بچوں کو خاک بازی کا درس دینے والے خداوندان مکتب سے شاکی ہیں۔ بقول ان کے کہ وہ شجاعت، بیباکی، جرات و ہمت اور غیرت و ہمیت کا درس کی بجائے بزدلی کی تعلیم دیتے ہیں، عزت نفس اور خوداری سے عاری ارباب مدرسہ کی حالت زار پر کڑھتے ہیں اور یہاں تک کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔

اقبال یہاں نام لو نہ علم خودی کا
موزوں نہیں مکتب کے لئے ایسے مقالات
بہتر ہے کہ بے چارے ممولوں کی نظر سے
پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

اور کبھی گہرا رنج وغم کے ساتھ برملا پکار اٹھتے ہیں ۔

شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادہ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

اور اہل مدرسہ کی لاحاصل تگ و تاز کے بارے میں یوں نوحہ کناں ہوئے ہیں ۔

مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

مزید ایک اور مقام پر گہرے دکھ کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ اس شعبے میں بھی ابلیسی خصوصیات پیدا ہوگئی ہیں ۔

علم از او رسوااست اندر شہر و دشت
جبرئیل از صحبتش ابلیس گشت

اور ان اداروں کے خوشہ چینوں کی ناگفتہ بہ حالت اور تعلیم کی کسمپرسی پر

ماتم کناں ہیں کہ نوبت ایں جا رسید کہ!

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

ہر چیز کی فراوانی ہے مگر سوز جگر ناپید ہے یعنی

چمن میں رخت گل شبنم سے تر ہے   سمن ہے بندہ ہے بادِ سحر ہے
مگر ہنگامہ ہو سکتا نہیں گرم   یہاں کا لالہ بے سوزِ جگر ہے

الغرض وہ قوم جس کے معمار ایسے مکاتب سے فراغت کا جھومر ماتھے پر سجا کر میدان عمل میں فروکش ہوں اور گرم دم گفتگو زم دم جستجو کے مصداق غیرت اور حمیت سے اور بلند عزائم سے محروم ہو کر نسوانی عادت اپنانے کو مردانگی خیال کرتے ہوں جو بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست جیسے رسوائے زمانہ نظریے پر صدق دل سے عمل پیرا ہوں جو حب الدنیا اور فکر معاش میں غرق دینی اور روایتی شرم و حیا سے بے نیاز نمود و نمائش کے دلدادہ ہوں وہ قوم ارتقائی منازل کیونکر طے کر سکتی ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

❀☆✿☆❀

بقیہ صوفیہ نوربخشیہ ویب سائٹ

تحقیقی مقالے:

اس پیج میں مشہور و معروف اسکالروں کے صوفیہ نوربخشیہ کے بارے میں تحریر شدہ مقالے پیش کیے گئے ہیں۔

اوراد:

اس عنوان کے تحت دعائے صحیفہ، اورادِ فتحیہ، اوراد عصریہ اور اوراد خمسہ کا آڈیو پیش کیا گیا ہے۔

فقہی مسائل:

اس عنوان کے پیج میں فقہ الاحوط اور شریعت کے مطابق سوالوں کا جواب دیا جاتا ہے۔

❀☆✿☆❀

بقیہ Principles of Islamic Tenets

for every muslim to get familarize with the fundamental tenets of Islam to the extent as is elaborately discussed and mentioned in this book. Because man is finite and God is infinite, therefore it is a futile exercise to debate the metaphysical realms that are beyond our comprehension. So we should be content with what Shah Sayyed Muhammad Nurbakhsh has given to us. Because we believe that the great wali, the treasure of Allahu Ta'la's blessings, Superior man in every respect, the light of knowledge, right, truth and religion, Mir Sayyed Muhammad Nurbakhsh Qahistani has delivered to us the knowledge of certitude in its entirety without any increase or decrease in the form of "Fiqh al Ahwat" encompassing the Muhammadan Practices of Prophet's life-time and "Kitab al Atiqadiya" encompassing the most authentic principles of belief as mentioned by him in his reknown book, "Fiqh al-Ahwat" as quoted in above lines.

[To be continued......]

دامان خیال

فقہ الاحوط اور اتحاد بین المسلمین

(گزشتہ سے پیوستہ)

م ش کوروی

21-نماز با جماعت کی امامت:

نماز با جماعت کے تاکیدی پہلو اور امامت کی قابلیت سے متعلق مسلک اسلام میں تضادات موجود ہیں۔ اس بارے میں ایک دوسرے پر معترض ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں فقہ الاحوط نے امام کی اہلیت کے واضح معیا مقرر کیے ہیں جس کی رو سے دو درجے بیان کئے ہیں۔

اول درجہ:

مؤمن ہو، عقلمند ہو، صاحب عدل ہو، بالغ ہو، شرعی نکاح سے جنم لیا ہو، توبہ کرنے والا ہو، پرہیز گار ہو، قاری ہو، مسائل خوب سمجھنے والا ہو، اچھے نسب والا ہو بلکہ ہاشمی ہو، آواز ہو، خوبصورت ہو، اچھے اخلاق کا حامل ہو، خلاق کائنات اور لوگوں میں مقبول ہو۔

دوم درجہ:

اگر مندرجہ بالا صفات کا حامل امام نہ ملے تو پست درجے کا امام یہ ہے۔ ''ظاہر فسق نہ ہو، نماز چھوڑنے والا نہ ہو، نماز میں سستی کرنے والا نہ ہو''۔ جو شخص خدا اور رسول کے پاس غضب زدہ نہ ہونا چاہے، اسے چاہئے کہ جیسے امام ملے جماعت قائم کرے اور وہ ان حیلہ سازیوں سے نماز باجماعت نہ چھوڑے۔ جن کی بنیاد ان جاہلوں کی باتوں پر ہے جو سمجھتے ہیں کہ صرف وہ ہی فقیہان حرم ہیں۔

22-ان پڑھ کی امامت:

دور جدید میں بعض ملکوں میں زیادہ اور بعض میں کم، مگر دس یا بیس فیصد سے زیادہ ہی پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ اسی رواجی تعلیم کو پیش نظر رکھ کر امامت، جماعت، قیادت دین اور خصوصاً عبادات اعتکاف کے سلسلے میں لے دے کیا جاتا رہا ہے۔ اسی کی بنیاد پر مذہب پرستی، شخصیت پرستی اور بدامنی پھیلانے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس مسئلہ میں بھی دانائی رکھنے والے اور بصیرت رکھنے والوں کے لئے فقہ الاحوط میں وضاحت اور صراحت موجود ہے۔ جو یہ ہے:

''ان پڑھ کی امامت قاری کے لئے جائز نہیں ہوتی۔ ان پڑھ وہ شخص ہے جو یا تو نہ سیکھنے کی وجہ سے یا حروف کے مخارج اور ان کے عمدہ طریقے سے اس کی زبان نہ چلنے کی وجہ سے سورہ فاتحہ ترتیل کے ساتھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ اس لئے جو شخص سورہ فاتحہ کو با ترتیل پڑھ سکتا ہو، وہ اس مقام پر ان پڑھ نہیں کہلائے گا۔ خواہ وہ لکھ سکتا ہو اور نہ وہ تحریر کو پڑھ سکتا ہو''۔

معلوم ہوا کہ شریعت کی رو سے وہ ان پڑھ ہے جو بوجوہ سورہ فاتحہ کو ترتیل سے پڑھ نہ سکتا ہو۔ مگر یہاں خراب آواز والے کی امامت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

23-مسافر کا روزہ:

مسافرت میں موجود مؤمنوں کے روزے کے بارے میں بھی بین المذاہب اختلاف رائے ہیں۔ جس کی بنیاد پر لوگ تکفیر و قتل کے بھی مرتکب ہوئے ہیں۔ محض اس بناء پر کہ کوئی روزہ قصر کرنے کو حکم شریعت تصور اور اس پر عمل کرتا ہے جبکہ کوئی دوران سفر روزہ رکھنا واجب

ہونے کا فتویٰ دیتا ہے۔

فقہ الاحوط میں شاہ سید محمد نوبخش علیہ رحمہ نے اس سلسلے میں بھی شریعت مطہرہ فی زمان رسولؐ بیان کیا ہے جو کچھ اس طرح ہے۔

نماز کو قصر کے ساتھ پڑھنے کی شرطوں کے حامل مسافر کو روزہ رکھنے اور افطار کرنے میں اختیار حاصل ہے۔ اس مسافر کے لئے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے، جس کا سفر کسی مشقت کے ساتھ نہ ہو، مثلاً وہ سوار ہو، تندرست ہو، جسمانی طور پر طاقتور ہو اور وہ گرمی، پیاس یا منزلوں کی دوری کی بناء پر ضرر رسیدہ نہ ہو۔ اگر ان کے برعکس حالات ہوں تو ایسے مسافر کے لئے روزہ افطار کرنا ہی بہتر ہے۔

نماز کے قصر پڑھنے کی صورت کے لئے ضروری ہے کہ فرض پوری ہو، سفر واجبی ہو، سفر سنت کا ہو اور سفر اباحت کا درجہ رکھتا ہو۔

(مزید تفصیل الفقہ الاحوط میں پڑھیں)

24- نکاح متعہ کا مسئلہ:

یہ ایک لمبی بحث اور فتویٰ جاری کردہ مسئلہ ہے جس کی حلت اور حرمت کے بارے میں بڑی لے دے رہی ہے۔ بین المذاہب اس شدید اختلاف کی ذیل میں سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ نے الفقہ الاحوط میں شریعت محمدیہؐ کے شارع علیہ الصلوٰت والسلام کے زمانے میں رائج احکام زندہ کیا ہے۔ جس پر سید محمد نوربخشؒ کو معمور کیا گیا تھا۔ چنانچہ فقہ الاحوط میں بیان کیا گیا ہے کہ:

نکاح متعہ حاضر مہر کے عوض کسی گواہ کے بغیر منعقد ہونے والا دین اسلام کا ایک مشہور جائز، درست اور وقتی نکاح ہے۔ عہد رسول مقبول میں متعہ محقق ہے۔ حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ردوبدل نہیں ہوا۔ ردوبدل عہد نبویؐ کے بعد اجماع امت سے ہونا بتایا جاتا ہے۔ اجماع امت حقیقی معنوں میں وہ معتبر ہے، جو کسی کے برخلاف ہونے سے بالکل خالی ہو۔ کوئی حاکم کسی معاملے کے بارے میں اپنا حکم دے بیٹھا ہو، اور کسی شخص کو اس کے برخلاف فیصلہ کا خوف ہو تو اس کا نام اجماع امت نہیں ہے۔ جس کے بعد شاہ سیدؒ اس امر کو ایک بار پھر دہراتے ہیں کہ ''میں شریعت محمدیہؐ سے بدعتوں کو ختم کرنے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رائج احکام کے زندہ کرنے پر مامور ہوں۔''

25- عدت معوعہ کا مسئلہ:

اگر کوئی متعہ کو احکامات شرعی سے خارج تصور کرتا ہے تو کوئی اسے شرعی حکم سمجھتا ہے۔ انہی اختلاف کی طرح عدت متعہ بھی باعث نزاع ہے۔ چنانچہ فقہ الاحوط میں اس بارے میں بھی حکم شریعت بلاکم و کاست موجود ہے۔ جو عہد رسول کی عکاس ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ معوعہ عورت کے ذمے مقررہ مدت کے گزر جانے کے بعد لونڈی کی عدت کی مانند عدت کا گزرنا لازم ہے۔ لونڈیوں کی عدت آزاد عورتوں کی عدت کا نصف حصہ ہے۔

26- عورت کا شوہر سے طلاق لینا:

ادیان عالم میں یہ بحث موجود رہی ہے کہ آیا عورت اگر چاہے تو شوہر سے طلاق لے سکتی ہے یا نہیں؟

اس بارے میں الفقہ الاحوط میں وکالت کے ضمن میں حکم شریعت موجود ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ طلاق کے لئے کسی دوسرے کو وکالت دے سکتا ہے۔ اس ضمن میں اپنی بیوی کو بھی خود اسی کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنانا جائز ہے۔

27- طلاق اور حلالہ:

اس مسئلہ کو زیر بحث لاکر دین اسلام کو دیگر ادیان کے لوگ تضحیک کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔ اس بارے میں اسلامی شریعت کا صحیح رخ، کما کان حین حیات رسولؐ فقہ الاحوط میں موجود ہے کہ:

تین دفعہ وقوع پذیر طلاق اور پھر رجوع کے واقعات کے بعد ایک عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور دوبارہ نکاح میں نہیں لایا جاسکتا۔ مگر حلالہ کرنے کے بعد دوسرا شوہر طلاق دے تو وہ عورت پہلے شوہر کے عقد میں آسکتی ہے۔ لیکن ایسی عورت سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

28- خیرات کی اموات تک رسائی کا مسئلہ:

یہ مسئلہ کہ بندہ کے مرنے کے بعد صدقات و خیرات اور

عبادات اموات کی روحوں تک رسائی ہوتی ہے یا نہیں۔ بعض طبقۂ فکر کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان کو ثواب کے حصول کے لئے دیے گئے صدقات وعبادات روحوں تک دستِ قدرت سے پہنچ جاتی ہیں۔ مگر بعض یہ تاویل کرتے ہیں کہ بندہ خدا کے مرنے کے بعد اس کی عمل کی کتاب بند ہو جاتی ہے۔ حساب کتاب ہو چکنے کے بعد مرنے والے کی روح تک کچھ نہیں پہنچتا۔ اس جیسے ہی مسائل کی وجہ سے اسلام کے پیروکاران، مذاہب یا فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔

دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی فقہ الاحوط میں احادیث نبویؐ سے ثابت شدہ حکم بیان کیا ہے۔ فقہ الاحوط باب لارجا؟ میں یوں وارد ہوا ہے۔

وَكُلُّ عِبَادَةٍ يَفْعَلُهَا الْأَجِيرُ بِنِيَّةٍ وَ يَأْخُذُ الْأُجْرَةَ لِتِلْكَ الْعِبَادَةِ تَقَعُ مِنْهُ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا إِلَيْهِ كَمَا وَرَدَ فِي الْأَخْبَارِ النَّبَوِيَّةِ وَكَمَا يُشَاهِدُهَا الْمُكَاشِفُونَ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ الَّذِينَ الْخَيْرَاتِ وَالصَّدَقَاتِ وَ ثَوَابَ الْعِبَادَاتِ الَّتِي وَ وَقْتَ كَشْفٍ يَصِلُ إِلَى أَرْوَاحِ الْأَمْوَاتِ٥

یعنی جو بھی عبادات اجیر شخص میت کی نیت سے بجا لائے گی اور اس عبادات کی اجرت وصول کرے گا تو وہ عبادت خود اسی کی طرف سے وقوع پذیر ہوگی اور عبادتوں کا ثواب میت کو پہنچے گا۔ جیسا کہ احادیث نبویؐ میں وارد ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان اہل کشف اولیائے کرام کے مشاہدے سے ثابت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں ثواب جاریہ کی بڑی اہمیت ہے کہ جب تک ان سے استفادہ ہوتا رہے گا۔ مرحوم کو اس کا ثواب بطور جاری پہنچتا رہے گا۔ جیسے راستے، پل، کنواں، مسافر خانہ، مساجد وغیرہ جو عام مخلوق کے فائدے کے لئے ہوں۔

29- کفر سے منسوب کرنا:

جو شخص اللہ پر، اللہ کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ کہتا ہو کہ "میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔" وہ نماز قائم کرتا ہو، مالدار ہونے کے صورت میں زکوٰۃ ادا کرتا ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز کی بنا پر کفر سے منسوب کرے۔ جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو اور معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور وہ یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص اس کا عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے۔ یہ جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ ہے۔

یوں موجودہ دور کے مسلمانوں کے ایک فرقہ کے دوسرے کو کافر قرار دینے کی ممانعت فقہ الاحوط میں موجود ہے۔

30- سوگ منانا:

اس مسئلہ کے بارے میں بھی فرقہ ہائے اسلام میں بہت اختلاف موجود ہیں جو اتحاد مابین امت میں باعث رکاوٹ ہے۔ اتحاد اس چیز پر ممکن ہے جو مشترک احکام و مسائل کے حامل ہوں۔ چونکہ اسلام ایک ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ادھر ادھر کھینچ کر اختلاف کی طرف لے جانے کی بجائے اتحاد کی طرف راہنمائی کرے۔ یہ فریضہ بھی شاہ سید نے فقہ الاحوط کی رو سے بااحسن ادا کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ سوگ منانا تین دنوں تک سنت ہے۔ مگر ندب حرام ہے۔ ندب میت کے اوصاف گننا ہے۔ بے صبری کا مظاہرہ کرنا، سینہ اور سر پیٹنا، کپڑے پھاڑنا، داڑھی نوچنا اور اسے چھوٹی کرنا اور زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں حرام ہیں۔ مگر رونا حرام نہیں۔ اللہ کو غمگین دل پسند ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

❁☆❁☆❁

اہل دل کے تو حبیب آنکھوں کا تارا نوربخش

ہوکریں کھا کھا کے کرتوں کا سہارا نوربخش

ہیں سبھی بے چارگاں کا آپ چارا نوربخش

ت کئے جتنے تھے غم احساں تمہارا نوربخش

گاہے گاہے باز خواں

رسالہ عقلیہ امیریہ

تعارف وترجمہ غلام حسن حسنو

فاضل عربی۔ ایم اے

شاہ ہمدان کا یہ رسالہ ''رسالہ عقلیہ'' اور ''رسالہ در فضیلت عقل'' کے نام سے مشہور ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، اس میں عقل انسانی کے بارے میں بحث ہے۔ شاہ ہمدان ثابت کرتے ہیں کہ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی اصل وجہ عقل ہے۔

یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں عقل کی فضیلت ہے اور اس باب میں عقل سے متعلق کتاب وسنت اور صحابہ اور تابعین کے بیانات نقل کیے ہیں۔ باب دوم میں عقل کے مختلف نام، صفات، اور اس کے بارے میں متکلمین، حکماء، اور اہل طریقت کے اقوال شامل ہیں۔ باب سوم عقل کے انوار کے حصول میں لوگوں کے درمیان موجود تفاوت کے بیان پر مشتمل ہے۔

یہ رسالہ امام ابو حامد امام محمد غزالی کی کتاب احیاء العلوم کی کتاب عجائب العقل والقلب سے ماخوذ ہے۔ یہ اپنے موضوع پر بڑی دلچسپ کتاب ہے۔ اس میں جا بجا آیات قرآنی، احادیث نبوی اور اقوال صحابہ وتابعین سے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے متعدد قلمی نسخے دستیاب ہیں۔ ذیل میں ان کی تفصیل دی جارہی ہے۔

ا۔ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد۔ یہ اس لائبریری میں تحت نمبر 4409 محفوظ ہے۔ یہ نسخہ بارہویں صدی ہجری کا لکھا نسخہ ہے جو شاہ ہمدان کے مجموعہ رسائل کے درمیان موجود ہے۔

2۔ یہ نسخہ گنجینۂ نظامانیاں ٹنڈو قیصر حیدرآباد سندھ میں بلا نمبر محفوظ ہے۔ یہ نسخہ 1175ھ میں لکھا گیا ہے یہ بھی مجموعۂ رسائل شاہ ہمدان میں شامل ہے۔ اس مجموعے میں شاہ ہمدان کی 22 کتب ورسائل ہیں۔

3۔ انجمن ترقی اردو تحت نمبر 2ق ف 43 اس پر تاریخ تو درج نہیں البتہ اس پر ایک مہر لگی ہوئی ہے جس پر سال 1155 لکھا ہوا ہے۔

4- کراچی زیر نمبر m,n,1973,240۔ یہ محرم 1264 کو لکھا گیا ہے۔

5۔ برٹش میوزیم لندن میں بھی ایک نسخہ موجود ہے دیکھیے ریو کی فہرست مخطوطات برٹش میوزیم جلد دوم ص 836 ہے۔

6۔ کتابخانہ ملک تہران ایران نمبر 4247۔ اس مجموعے میں یہ چوبیسویں کتاب ہے۔

7۔ کتابخانہ مرکزی دانشگاہ تہران تحت نمبر 3257

8- آستان قدس رضوی مشہد نمبر 676 کے تحت محفوظ ہے۔

9- کتابخانہ تاجکستان میں ایک نسخہ زیر نمبر 736 موجود ہے۔

10- کتابخانہ فرہنگستان تاشقند میں دو نسخے زیر نمبر 3341- اور نمبر 3340- محفوظ ہیں۔

12- ایک نسخہ مرحوم جناب اخوند علی صاحب غربو چنگ چھلو بلتستان کے کتابخانے میں مجموعۂ رسائل شاہ ہمدان میں محفوظ ہے۔

یہ امیر کبیر کی دوسری کتب ورسائل کی مانند مختصر مگر اپنے موضوع پر جامع ہے۔ اختصار کے ساتھ ساتھ معارف وحقائق کا ایک مرقع ہے اور عرفانی مٹھاس اور ادبی چاشنی سے مالا مال ہے۔ اس کے باوجود حیرت ہوتی ہے کہ اس رسالے کے مضامین اور نکات انتہائی عام فہم اور سلیس بھی ہیں۔ کتاب میں بہت سی خوبصورت تشبیہات، استعارات اور تراکیب ہیں۔ لمبی لمبی تراکیب کے باوجود عبارت بہت عام فہم اور سلیس ہے۔ قرآن حکیم کی آیات، احادیث

نبوی، عارفانہ اشعار، اور بزرگوں کے اقوال جابجا استعمال ہوئے ہیں جن کی وجہ سے اس کی علمی اور ادبی قدر و قیمت بہت بڑھ گئی ہے، جسے قارئین کرام خود ملاحظہ فرمائیں گے۔

یہ رسالہ ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا ہے اور راقم یہ سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ اس نیت سے شائع کیا جارہا ہے کہ ہمارے معاشرے میں عقل و خرد کی بجائے جذبات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور عقل کو ثانوی حیثیت دینے کا سلسلہ عام ہے۔ اس کی اشاعت کے بعد لوگوں میں ایک دوررس مثبت سوچ پیدا ہو جائے گی اور وہ ہر عمل اور معاملے کو عقل و خرد کی کسوٹی پر پرکھ لیا کریں گے۔

متن رسالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے حد حمد و ثنا اس خالق حکیم کے لئے ہے، جس نے مصباح عقل و فہم کی نورانی شعاعوں کو غیب و شہود کی منزل کی طرف چلنے والوں کے لئے ہمت کا بازو بنایا، اس کریم کے لیے جس نے بخشش کے تقاضوں کے تحت اوج کمال کے طالبوں کو علم و عرفان کے ذریعے آسمان سعادت کی بلندیوں تک پہنچایا۔ اس بدیع کے لئے جس نے خزانوں کے بند دروازوں کے تالوں کو ایجاد کی کنجی سے کھول دیا اور اس قدیم کے لئے ہیں جس نے میدانِ وجود میں لوگوں کے کانوں میں تخلیق سے پہلے ہی آمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (النساء ۱۳۶) "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ" کی صدا پہنچادی۔

بے حساب رحمتیں اور بے شمار سلام سید انام، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح لطیف اور جسدِ شریف پر، آپ کے آل پر جو آئمۂ عظام اور صحابۂ کرام ہیں۔

وجہ تالیف کتاب:

امابعد عقل و فہم والوں کے نزدیک یہ بات طے پاچکی ہے کہ بنی نوع انسان کو علم و فضل کی وجہ سے دیگر حیوانات پر مرتبہ و امتیاز کا شرف حاصل ہے۔ اس عظیم جوہر کے حقائق کی معرفت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ترجمانِ عقل کو واسطہ نہ بنایا جائے اور اس روشن چراغ سے نورانی علم کا اقتباس اس وقت تک متصور نہیں ہوتا جب تک لسان عدل کو ذریعہ نہ بنایا جائے۔

چونکہ چند رسم پرست لوگوں نے لطائف قلبی، سری اور روحی کے تجلیات سے متعلق علوم نظری کے علماء اور فلاسفروں کے اقوال میں سے کچھ باتیں سیکھ لیں پھر انہوں نے جوش کے گھوڑے کو میدان غرور میں دوڑایا اور غرور و تکبر کی بنا پر نبوت و ولایت کے فانوس سے انوار علوم دینی اقتباس کرنے سے محروم رہ گئے، اس لئے یہاں عقل کی فضیلت، اس کے نام و اوصاف، اصحاب کشف و شہود اور اہل تحقیق کی اس سے متعلق آراء، اس کے اکتساب میں موجود مخلوق کا درمیانی فرق، اس کے دقیق پہلوؤں کی وضاحت اور اہل یقین و عرفان کے حقائق و تجلیات کے بارے میں چند سطور لکھی گئی ہیں اور یہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول فضائل عقل اور اس کے معنی و مراد سے متعلق آیات قرآنی، احادیث نبوی اور آثار صحابہ و تابعین میں جو کچھ وارد ہوا ہے (سے متعلق) ہے۔

باب دوم عقل کے نام اور صفات کے بارے میں ہے۔
یہاں حکمائے متکلمین اور اصحاب کشف و تحقیق اور مشائخ عظام کے اقوال بیان کئے گئے ہیں۔

باب سوم فضائل و حقائق عقل کے اکتساب میں مخلوق (انسان) کے درمیان موجود تفاوت اور جوہر عقل کے نورانی اثرات کے بیان میں ہے۔

باب اول:

فضائل عقل اور اس کے معنی و مراد سے متعلق وارد آیات قرآنی، احادیث نبوی اور آثار صحابہ و تابعین کا بیان۔

عقل سے متعلق آیاتِ قرآنی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (آل عمران ۱۹۰)

''بیشک زمین و آسمان کی بناوٹ اور دن رات کے الٹ پھیر میں عقلمندوں کے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (الرعد ٤)

''اس میں عقلمندوں کے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی النُّھٰی (طٰہٰ ٥٤)

''اس میں عقلمندوں کے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ (ق ٣٧) اَیْ عَقْلٌ

''اس میں دل والوں یعنی عقلمندوں کے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں۔''

عقل سے متعلق احادیث نبویؐ:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما اکتسب رجل مثل عقل یھدی بہ صاحبہ الی ھدی و یردہ عن ردی وما تم ایمان عبد ولا استقامۃ دینہ حتی یکمل عقلہ ''انسان نے عقل جیسی کوئی چیز کسب نہیں کی یہ اس کی راہنمائی کرتی اور اس کو گمراہی سے بچاتی ہے۔ جب تک عقل کامل نہ ہو آدمی کا ایمان اور دین پر استقامت کامل نہیں ہوتی۔''

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی تعریف کی۔ جب انہوں نے اس کی تعریف میں زیادہ مبالغہ کیا تو آپؐ نے پوچھا کہ اس کی عقل کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ! ہم اس کی جدوجہد سے آپ کو آگاہ کر رہے ہیں اور آپ اس کی عقل سے متعلق دریافت فرماتے ہیں؟ یہ سن کر آپ نے فرمایا:

ان الاحمق یصیب بحمقہ اعظم من فجور الفاجر

''احمق اپنی بیوقوفی کی بناء پر فاسق و فاجر سے بڑا گناہ کر بیٹھتا ہے۔''

نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا ایھاالناس اعقلوا من ربکم و تواصوا بالعقل تعرفوا ما امرتم بہ و ما نھیتم عنہ واعلموا انہ یمجدکم عند ربکم واعلموا ان العاقل من اطاع اللہ وان کان قبیح المنظرو حقیرالخطر ودنی المنزلۃ و رث الھیئۃ وان الجاھل من عصی اللہ وان کان جمیل المنظر وعظیم الخطر وشریف المنزلۃ و حسن الھیئۃ وفصیحا نطوقا والقردۃ و الخنازیراعقل عنداللہ من عصاہ ولا تغروا بتعظیم اھل الدنیاایاکم فانکم من الخاسرین

''لوگو! اپنے رب کے متعلق عقل سے کام لو۔ ایک دوسرے کو عقل کی نصیحت کرو جس کے ذریعے تم اس کے امر اور نہی کو جان لوگے اور وہ اللہ کے ہاں تمہارا وقار بڑھائے گی۔ جان لو! عقلمند وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے خواہ وہ بدصورت، تنگ دل، کم حیثیت اور پریشان حال ہو اور جاہل وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے خواہ وہ خوبصورت، کھلا دل، باحیثیت، خوش شکل اور فصیح و بلیغ ہو۔ اللہ کے ہاں نافرمان انسان سے سور اور گیدڑ زیادہ عقلمند ہیں۔ پس تم اہل دنیا کی تعظیم سے دھوکہ نہ کھاؤ ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

یعنی اگر تم ان لوگوں میں سے ہو جو امر حق کی مخالفت کرتے ہیں نیز نفسانی خواہشات اور شیطانی خیالات کی موافقت کرتے ہیں تو زائل ہونے والے مال و دولت اور جاہ و حشمت سے مغرور نہ ہو کیونکہ خوشامدیوں کی تعظیم و توقیر آخرت میں تمہارے لئے خسارہ و حسرت میں گرفتاری کا سبب بن سکتی ہے۔ محشر عظمیٰ میں جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے، بندر اور سور ایسے لوگوں پر فوقیت و ترجیح حاصل کرینگے اور ان کے نفوس خبیثہ سور اور کتے سے بھی بدتر اور ذلیل ہونگے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا پھر فرمایا کہ سامنے ہو جا پس وہ سامنے ہوگئی پھر فرمایا پیچھے پھر جا پس وہ پیچھے پھر گئی۔ پھر فرمایا کہ میری عزت وجلال کی قسم!

ما خلقت خلقا اکرم منك بك اخذ وبك اعطی و بك اثیب وبك اعاقب

"میں نے تم سے زیادہ عزیز کوئی چیز پیدا نہیں کی میں تیرے ذریعے لوں گا اور تیرے ذریعے عطا کروں گا اور تیرے ذریعے ثواب وعذاب دوں گا۔"

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان لکل شیء وعامة و عامة المومن عقله فبقدر عقله تکون عبادته اما سمعتم حکایة قول فاجر لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

"ہر ایک کے لئے سہارا ہوتا ہے اور مومن کا سہارا اس کی عقل ہے۔ پس عقل کے مطابق اس کی عبادت ہوتی ہے۔ کیا تم نے بے عقل کی یہ حکایت نہیں سنی جو (بقول قرآن) کہتا ہے "اگر ہم سنتے یا غور کرتے تو ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے۔"

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان لکل شیء مطیة و مطیة دین المرء العقل و احسن هم دلالة و معرفة بالمحجة افضلهم عقلا

"ہر ایک کی سواری ہوتی ہے اور مومن کے دین کی سواری عقل ہے بہترین دلالت اور حجت والی معرفت فاضل عقل ہے۔"

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوۂ احد سے واپس تشریف لائے تو لوگوں کو کہتے سنا جو کہہ رہے تھے کہ فلاں فلاں سے زیادہ بہادر تھا کوئی کہتا تھا کہ فلاں نے فلاں سے زیادہ بہادری دکھائی وغیرہ وغیرہ یہ سب سن کر آپ نے فرمایا کہ یہ تم نہیں جانتے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیسے؟ فرمایا:

انهم قاتلوا علی قدر ما قسم الله عز وجل لهم من العقل و کان نیتهم علی ج قدر عقولهم فاصیب منهم من اصیب علی منازل شتی فاذا کان یوم القیامة اقسم المنازل علی قدرنیتهم و عقولهم

"انہوں نے اللہ کے دی ہوئی عقل کے مطابق جنگ کی۔ ان کی نیت عقل کے مطابق ہوتی ہے پس ان کو اجر اور منازل مختلف ملیں گی۔ جب قیامت کے دن اجر ومنازل تقسیم ہوں گی تو نیت کے مطابق انہیں یہ مل جائیں گی۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! دنیا میں لوگوں کو کس چیز کی بناء پر فضیلت دی گئی ہے؟ فرمایا عقل کے ذریعے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا کہ آخرت میں لوگوں کو کس چیز کی بناء پر فضیلت دی جائے گی؟ فرمایا عقل کے ذریعے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا لوگوں کو ان کے اعمال کا اجر نہیں دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا:

و هل عملوا الا بقدر مااعطا هم الله من العقل

"اے عائشہ! کیا انہوں نے اس عقل کے مطابق عمل نہیں کیا جو اللہ نے انہیں دی؟"

حضرت (عبداللہ) بن عباس روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان لکل شیء آلة وعدة وآلة المومن وعد ته العقل ولکل شیء وعامة ووعامة الدین العقل و لکل قوم غایة و غایة العباد العقل و لکل قوم راع و راعی العابدین العقل ولکل تاجر بضاعة وبضاعة المجتهدین العقل و لکل اهل بیت قیم و قیم بیوت الصدیقین العقل و لکل خراب عمارة و عمارة الاخرت العقل

"ہر ایک کا ہتھیار اور سامان ہوتا ہے مومن کا ہتھیار اور سامان اس کی عقل ہے۔ ہر ایک کی سواری ہوتی ہے مومن کے دین کی سواری عقل ہے۔ ہر کسی کی آرزو ہوتی ہے بندوں کی آرزو عقل ہے۔ ہر قوم کا ایک قائد ہوتا ہے عابدوں کا قائد عقل ہے۔ ہر تاجر کا سرمایہ ہوتا ہے مجتہدین کا سرمایہ عقل ہے۔ ہر گھر کا ایک سربراہ ہوتا ہے خانہ صدیقین کا سربراہ عقل ہے۔ ہر ویرانے کی تعمیر ہوتی ہے آخرت کی عمارت عقل ہے۔"

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احب المومنین الی اللہ تعالی من نصب نفسه فی طاعة اللہ و نصح لعبادہ و کمل عقله و فضح نفسه و ابصر و عمل به ایام حیاته فافلح

''اللہ کے ہاں مومنین میں سے سب سے محبوب وہ ہے جو طاعت الٰہی کی پابندی کرتا، اس کے بندوں سے بھلائی کرتا، عقل کامل بناتا، نفس کو رسوا اور اس کی نگرانی کرتا اور اپنے اوقات میں عمل کرتا ہے، پس وہ فلاح پائے گا۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اتمکم عقلا اشدکم خوفا و احسنکم فیما امر به و نهی عنه نظرا و ان کان اقلکم تطوعا

''تم میں جس کی عقل کامل ہو وہ سب سے زیادہ خوف خدا کرے گا امر اور نہی الٰہی کا اچھی طرح خیال رکھے گا اگرچہ کم نفل کیوں نہ پڑھتا ہو۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الرجل لیکون من اهل الصلوة والزکوة والصیام و الحج والجهاد حتی ذکر سهام الخیر فما یجزی یوم القیامة بقدر عقلهالا

''کوئی آدمی نماز پڑھنے، زکوۃ دینے، روزہ رکھنے اور حج و جہاد کرنے والوں میں سے ہے یہاں تک کہ وہ بھلائی کے لئے قرعہ ڈالتا ہے مگر قیامت کے دن اس کو اجر عقل کی مقدار کے مطابق ملے گا۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا!

اذا تقرب الناس الی اللہ بانواع البر فتقرب انت بعقلك

''جب لوگ نیکی و بھلائی کی انواع و اقسام کے ذریعے اللہ تعالی کے قریب ہوں تو چاہیے کہ تم عقل کے ذریعے اس کا تقرب حاصل کرو۔''

حضرت ابو دردا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو درداء!

ازدد عقلا تزدد من ربك قربا

''عقل بڑھاؤ تو اپنے رب سے قربت بڑھاؤ گے۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما خلق اللہ خلقا اکرم علیه من العقل

''اللہ نے عقل سے زیادہ کوئی عزیز چیز پیدا نہیں کی۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان بعض الملئکة قال یا رب هل خلقت شیئا اعظم من العرش؟ قال نعم العقل

''بعض فرشتوں نے پوچھا اے رب! کیا تو نے عرش سے بڑی کوئی چیز پیدا کی ہے؟ فرمایا کہ ہاں وہ عقل ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

العاقل من عقل عن اللہ تعالی

''عقلمند وہ ہے جو اللہ کے امر پر غور و فکر کرے۔''

(جاری ہے۔۔۔)

عبدالرحمن عبدو کی غیر معمولی کارکردگی کے اعتراف میں تمغۂ شجاعت سے نوازا گیا

جناب عبدالرحمن عبدو کا تعلق بلتستان کے علاقہ سیاچن سے ہے ۱۹۸۴ میں ۵ ناردرن لائٹ انفنٹری میں گائیڈ کے طور پر رضاکارانہ ذمہ داری سرانجام دی۔ انہوں نے اپنی جان کو انتہائی خطرے میں ڈال کر شدید موسم، قطعۂ زمین، گلیشیر کے شگافوں، برفانی پہاڑوں اور سلائیڈوں کے دشوار گزار راستوں میں پاک فوج کی رہنمائی کی۔

بھارتی فوج سے پاک وطن کو محفوظ بنانے کے حوالے سے اُن کی یہی لگن، ایفائے عہد اور حب الوطنی ہی تھی جس نے پاکستان کے کمانڈو دستوں کے پرملا، شاہین، رہبر اور شیئر وکٹر جیسی مختلف چوکیاں قائم کرنے میں مدد دی۔

باقی صفحہ نمبر 30 پر

گاہے گاہے باز خواں

نوائے صوفیہ کی قومی خدمات

تحریر: علی محمد محمدی

فاضل عربی۔ ایم اے

علم وعرفان کی دنیا اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ سلسلۃ الذھب الصوفیہ کے مرشدان حقیقت اور بزرگان دین نہ صرف خود علم وعمل میں یکتائے روزگار اور نابغہ عصر تھے بلکہ اس عظیم سلسلے سے وابستہ مریدین ومتوسلین بھی علم وعمل کے حامل تھے۔ اس عظیم سلسلے کے مشاہیر میں معروف کرخی، جنید بغدادی، ابونجیب سہروردی، نجم الدین کبریٰ، علاء الدولہ سمنانی، سید علی ہمدانی اور سید محمد نوربخش جیسی عظیم المرتبت شخصیات شامل ہیں، جنہوں نے اپنے اپنے دور میں رائج الوقت بین الاقوامی زبان عربی وفارسی میں تصنیف وتالیف کے ذریعے دنیائے انسانیت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا اور اپنے علم وعمل کے نور سے جہالت وگمراہی کی ظلمتوں اور تاریکیوں کو ختم کرنے کے لیے جدوجہد کی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا انہیں اصحاب تصانیف کثیرہ کے نام سے پکارتی ہے۔ قرآن وسنت نبوی کے ساتھ قلبی وعملی وابستگی کے ساتھ محبت وعشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محبت اہلبیت علیہم السلام، حب صحابہ اور اتحاد امت اس سلسلے کی بنیادی اجتہادات میں سے ایک ہیں۔

سلسلۃ الذھب الصوفیہ کے ان مشائخ کرام کی تعلیمات کی نشر واشاعت کے لئے غیرت وحمیتِ دین متین کے حامل شخصیات قبلہ علامہ محمد بشیر، ڈاکٹر غازی محمد نعیم اور غلام حسین معروفی صاحبان وغیرہ نے سہ ماہی نوائے صوفیہ کی اشاعت شروع کی تھی۔ اگرچہ اس کا آغاز انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں کیا تھا، آج الحمدللہ یہ جریدہ اتحاد بین المسلمین کے متوالوں اور ہر فرد صوفیہ نوربخشیہ کے دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے۔ اس جریدے کے بانی ارکان کے خلوص سے دنیا میں ایک عظیم علمی، روحانی اور اخلاقی انقلاب آچکا ہے اس رسالے کی شروع سے لے کر اب تک کی خدمات کو تحریری شکل دینے کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے تاہم چند خدمات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ اتحاد بین المسلمین کا شعور:

جیسا کہ اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ مشائخ سلسلۃ الذھب الصوفیہ کی تعلیمات کی خصوصیات میں سے ایک بنیادی خصوصیت اتحاد بین المسلمین ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم کے مختلف فیہ اور نزاعی باتوں کو قولاً وفعلاً ہوا دے کر ایک دوسرے کو دست وگریبان کرنے سے گریز کرنا، امت مسلمہ کے درمیان اتحادی واتفاقی امور کی قولاً وفعلاً اشاعت کرنا، مسلمانوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے ایک دوسرے کے دل میں احترام پیدا کرنے کی سعی کرنا۔ یاد رہے کہ مسلمانوں کے درمیان نوے فیصد معاملات میں اتفاق واتحاد ہے اور صرف دس فیصد مسائل میں اختلاف ہے۔ سلسلۃ الذھب الصوفیہ کے مشائخ طریقت نے ان نوے فیصد اتفاق واتحاد کے معاملات کو اپنی کتابوں میں بیان فرما کر امت مسلمہ کے دلوں پر حکمرانی کی ہے۔

مشائخ طریقت کے اسی مشن کو جاری رکھتے ہوئے نوائے صوفیہ نے اپنی اشاعت کی ابتدا سے لے کر اب تک مسلمانوں کے درمیان ہم آہنگی واتحاد واتفاق کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔ ان تمام مضامین کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے جس سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد واتفاق کو فروغ ملے۔ اس تحریک اتحاد امت کی نوا اب بھی لبیک

کھتے نظر آتے ہیں۔اب ہر ہر فرد صوفیہ نوربخشیہ کے دل میں اتحاد بین المسلمین کیلئے ایک تڑپ اور طلب موجود ہے۔

۲۔ اسلاف کی تعلیمات کا شعور:

نوائے صوفیہ نے اہل صوفیہ نوربخشیہ کے دلوں میں اسلاف کی تعلیمات کا شعور پیدا کیا ہے ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کے اسلاف میں جنید بغدادی، ابو نجیب سہروردی، نجم الدین کبریٰ، علاؤ الدولہ سمنانی، سید علی ہمدانی اور سید محمد نوربخش، ائمہ اہلبیت اطہار جیسے عظیم المرتبت شخصیات شامل ہیں،سب سے بڑھ کر صاحب قاب قوسین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یدا بید پہنچنے والی اہل علم شخصیات موجود ہیں۔ ہمارے اسلاف کے کتابوں کی تعداد ہزاروں میں ہیں۔

ماضی میں اسلاف کی تعلیمات سے لاشعوری اور لاعلمی کے نتیجے میں اہل صوفیہ نوربخشیہ کو ایک مخصوص فرقے کی طرف کشاں کشاں دھکیلا گیا جس کی وجہ سے نوربخشی لوگ بیگانے نظریات،غیروں کے اعمال کو سینے سے لگائے بیٹھے تھے اس مخصوص فرقے کی نقالی پر نازاں تھے جس کی وجہ سے بلتستان کے بہت سے علاقوں میں اہل صوفیہ نوربخشیہ کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔

نوائے صوفیہ کے سلسلہ وار مضامین تذکرہ و تذکر، مجموعہ شریعت محمدیہ، آپ کے مسائل اور ان کا حل، بزرگان نوربخشیہ کے کتابوں کی سلسلہ وار اشاعت سے اہل صوفیہ نوربخشیہ نہ صرف اپنے اسلاف کی تعلیمات سے آگاہ ہو گئے بلکہ بیگانے مسائل کی پیوندکاری کی اصل تحریک سے واقف ہو چکے ہیں۔آج اہل صوفیہ نوربخشیہ بیگانے اعمال پر نازاں رہنے کے بجائے شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہو کر فخر محسوس کرتے ہیں اور ان بیگانے مشاغل سے نفرت کرتے نظر آتے ہیں۔

۳۔ صوفیہ نوربخشیہ کے درمیان رابطہ کاری:

نوائے صوفیہ کی اشاعت سے قبل دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والے نوربخشیوں کے درمیان رابطہ کاری کا کوئی مؤثر ذریعہ موجود نہ تھا جس کی وجہ سے ایک دوسرے کے احوال ،مسائل اور مشکلات سے آگاہی نہیں ہوتی تھی رابطہ کاری کے اس فقدان کی وجہ سے اس عظیم سلسلے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ہمارے اسلاف کی تعمیر کی ہوئی خانقاہیں دوسروں کے تصرف میں چلی گئیں آج وہ خانقاہیں تزکیہ نفس، تصفیہ قلب،تعمیر شخصیت،اعتکاف وخلوت نشینی اور شب بیداری کی محفلوں کو ترستی ہیں۔

نوائے صوفیہ نے دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے نوربخشیوں کے درمیان رابطہ کاری کا اہم اور مؤثر فریضہ سرانجام دیا ہے۔ دنیا میں ایک دوسرے سے بچھڑے ہوئے نوربخشیوں کو آپس میں ملا دیا ہے اور ایک دوسرے کے مسائل اور مشکلات سے آگاہ کیا ہے۔ آج نوائے صوفیہ کی وجہ سے اہل صوفیہ نوربخشیہ میں تنظیمی شعور پیدا ہو چکا ہے۔خواب غفلت سے بیداری کی اس تحریک کے باعث بلتستان کے ہر ہر علاقے میں باقاعدہ تنظیمی ڈھانچہ بن چکا ہے۔دنیا کے مختلف علاقوں میں اس سلسلہ تصوف سے وابستہ لوگ منظم ہو رہے ہیں۔ دراس، کرگل، ہندوستان اور کشمیر میں رہنے والے نوربخشیوں سے رابطہ کر کے ایک بہترین صحافتی خدمت سرانجام دی گئی ہے۔

آیئے ملت کے اس اہم علمی ودینی جریدے کی اشاعت جاری رکھنے کے لئے اس کے ساتھ دامے،درمے،اور سخنے تعاون کیجئے تاکہ نوائے صوفیہ مملکت نوربخشیہ پر آفتاب بن کر ایمان،علم اور عمل کی ضوفشانی کرتا رہے اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

بقیہ عبدالرحمٰن عبدو

جناب عبدالرحمٰن سپیشل سروسز گروپ کی مہمات کے مستقل اور مفید رکن تھے۔انھوں نے ایک محب الوطن پاکستانی کی حقیقی تصویر پیش کی جس نے کسی بھی مالی فائدہ کے بغیر اپنے مادر وطن کی عظمت کی خاطر مثالی جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کے۔

ان کی مثالی قربانیوں، جرأت اور بہادری کے اعتراف میں صدر، اسلامی جمہوریہ پاکستان نے جناب عبدالرحمٰن عبدو کو تمغہ شجاعت کا اعزاز عطا کیا ہے۔

اسلامیات

اِسلام کا پیغام صلح و آشتی

مولانا شکور علی انور

فاضل عربی۔ایم اے۔بی ایڈ

اسلام دین فطرت ہے۔فطرت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ دنیا امن وسکون اور صلح و آشتی کا گہوارہ ہو۔اللہ تعالیٰ کی ذات تمام مخلوقات کا مرجع و ماویٰ ہے۔بلکہ مخلوق خدا کا منبع ہے اور وہ ذات یہ چاہتی ہے کہ اپنے کنبے میں امن ہو، اتفاق ہو، مساوات ہو، عدل ہو، ہمدردی ہو، اخوت ہو، دوستی ہو، ترقی ہو، صلۂ رحمی ہو، خوشحالی ہو، خدائے رؤف ورحیم یہ کبھی نہیں چاہتا کہ کسی بھی معاشرے میں جنگ ہو، نااتفاقی ہو، ظلم ہو، ناانصافی ہو، عداوت ودشمنی، افراتفری، شروفساد، بدحالی اور زوال ہو۔ حق تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون (آل عمران:۱۰)

ترجمہ: اے مسلمانوں ڈرو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم مسلمان کی موت مرو۔

اتقوا اللہ حق تقاتہ

اس ارشاد کے درج ذیل مضمرات ہیں:

اول بندے پر اللہ کے جیسے حقوق ہیں وہ اور کسی کے نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ خدا نے جو حدود و قیود قائم کی ہیں اور ان پر سزا متعین کی ہے وہ تمام تر بندوں کی دینوی اور اخروی فلاح وبہبود کے لئے کی ہیں۔ان کی پابندی سے خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بندوں ہی کو پہنچتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ خدا کی نظر ہر جگہ اور ہر چیز پر نگران ہے یہاں تک کہ وہ دلوں کے وسوسوں تک سے باخبر ہے۔

چوتھی بات یہ کہ خدا کی پکڑ سے کوئی بچ نہیں سکتا۔وہ دنیا وآخرت دونوں میں سزا دے سکتا ہے اور ہمیشہ کے لئے دے سکتا ہے۔

خدا سے ڈرنے کے لئے جب تک ان تمام پہلوؤں کو مدنظر نہ رکھیں وہ خدا سے ڈرنے کا مفہوم وصحیح معنی سمجھ بھی نہیں سکتا۔بہت سے لوگ انسانوں سے ڈر کر خدا اور اس کی شریعت کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔اپنے دین وایمان میں تبدیلی اختیار کرتے ہیں۔ان کی بنیادی گمراہی یہی ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کی مخالفت اور خدا کے غضب میں فرق نہیں کر پاتے۔

ولا تموتن الا وانتم مسلمون میں یہ لطیف حقیقت واضح فرمائی ہے کہ خدا سے ڈرنا عارضی اور وقتی طور پر مطلوب نہیں بلکہ یہ زندگی بھر اپنانے کا معاملہ ہے۔اسی پر جینا اور اسی پر مرنا ہے۔ہوش سنبھالنے کے وقت سے شروع ہو کر زندگی کی آخری سانس پر تمام ہوتی ہے۔اگر آخری مرحلے میں بھی یہ تسلسل ٹوٹ گیا تو عمر بھر کی کمائی برباد اور ساری عمر کی محنت رائیگاں ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا حکم فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقو ٥ (العمران) تم سب اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو۔اور آپس میں انتشار پیدا نہ کرو۔

اس آیت میں باری تعالیٰ نے اعتصام باللہ کا حکم دیا ہے یہ بھی ابدی اور لاابدی امر ہے کیونکہ رسی تو تعلق اور جوڑ اور ربط وانضمام کا مفہوم پیدا کرتی ہے۔یقیناً رسی دو چیزوں کو آپس میں جوڑنے کا ذریعہ ہے۔علاوہ ازیں یہ لفظ معاہدے کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے

جس طرح رسی دو چیزوں کو جوڑنے اور باندھنے کا ذریعہ بنتی ہے اسی طرح معاہدہ بھی دو افراد یا قوموں کو آپس باندھ دیتا ہے۔ آیت مذکورہ میں حبل اللہ سے مراد قرآن وسنت ہے یا قرآن واہلبیت۔

یقیناً جو چیز بندوں کو خدا کے ساتھ جوڑتی ہے وہ قرآن و سنت ہے۔ جس نے قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھام لیا گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ کیا اور اس معاہدے کو نبھانا پڑے گا۔

اس آیت میں ولا تفرقوا فرمایا گیا ہے کہ تم آپس میں پراگندہ مت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس احسان عظیم کی یاد دہانی فرمائی ہے کہ تم قرآن پر متحد ہو جاؤ جیسا کہ آیت میں مذکور ہے۔

واذ کروا نعمة علیکم اذکنتم اعدام فانف بین قلوبکم فاصبحتم نعمته احوانا و کنتم علی شفا حفرة من الباو فانقذ کم منها (ال عمران:۱۰۳)

ترجمہ: ''تم اس اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں منتشر تھے۔ اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ ڈالا تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اور اس حال میں کہ تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر پہنچے ہوئے تھے۔ اللہ نے تم کو اس آگ سے بچالیا''

اہل ایمان کا عظیم اور ابدی سرمایہ تو قرآن ہی ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس پر متحد ہو جائیں۔ اس کے لاریب احکام اور شک وشبہ سے بالا روشن تعلیمات یہ ہیں کہ زمانہ جاہلی عادتوں، فسادفتنوں، لڑائی جھگڑوں، عداوت ودشمنوں، قتل وغارت گری اور تعصب ونفرت انگیزیوں سے۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا

انما المو منون اخوة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون (الحجرات:۱۰)

''بلاشبہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس مومنوں میں صلح قائم کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر اللہ کی رحمت ہو۔''

کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور پرہیزگاری اختیار کرنا مومنین کی باہمی محبت ومؤدت کا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر ہوتی ہے۔ بلاشبہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہونے کے رشتے میں منسلک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم اور گراں قدر نعمت ہے کہ انہیں فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کی بشارت سنائی گئی ہے۔

اس لیے حضورؐ فرماتے ہیں کہ المسلم اخ المسلم مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ حدیث پاک ہے کہ

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدیه حقیقی معنوں میں مسلمان وہ شخص ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرا سلامت رہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے اور انسان کا فطری تقاضا یہ ہے کہ وہ آپس میں محبت واخوت، ہمدردی، رواداری، مساوات، عدل وانصاف اور صلح وآشتی سے رہے۔

اللہ کی دھرتی میں فتنہ فساد پھیلانے والوں کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔

ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ذالکم خیرلکم ان کنتم مؤمنین (اعراف:۸۵)

اور تم زمین میں اصلاح پانے کے بعد افراتفری مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔

یہاں ان کنتم مومنین فرما کر اس آیت کی طرف خبردار کیا ہے کہ ایک مومن کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی مومن کے خلاف برسرپیکار ہو یا میدان کارزار سجانے کی ترغیب دے۔

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو کچھ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

''خبردار خصومت دینی سے بچنا کیونکہ وہ شک کو جنم دیتی ہے اور نفاق پیدا کرتی ہے۔''

اس میں کوئی شک نہیں خصومت یعنی لڑائی جھگڑے میں حقائق کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوتی ہیں۔ تشکیک کا نتیجہ

باقی صفحہ نمبر 47 پر

سفر نامہ

ایران کا مطالعاتی دورہ

(قسط اوّل)

احسان علی دانش

المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی قُم ایران کی طرف سے پاکستان بھر سے کل چھبیس افراد کو ایران کا مطالعاتی دورہ کرنے کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ چھبیس افراد پر مشتمل اس کارواں میں گلگت بلتستان سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ یہ چھبیس افراد نہ صرف مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ ہر کوئی اپنے اپنے شعبے میں غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ ایران میں المصطفیٰ یونیورسٹی کی طرف سے ایم فل کے طالب علم جناب کاظم سلیم پاروی نے میزبانی کے فرائض سر انجام دیے جبکہ پاکستان کے کارواں میں میر کارواں کی حیثیت سپیکر قانون ساز اسمبلی گلگت بلتستان کو حاصل تھی۔ کارواں کے انتظامات معروف عالم دین حجت الاسلام شیخ ابو علی تراب اور معروف ماہر تعلیم جناب فاضل علی کر رہے تھے۔ میر کارواں کے علاوہ دیگر قابل ذکر ہمسفروں میں ممبر قانون ساز اسمبلی جناب حافظ حفیظ الرحمان، ڈپٹی کمشنر ضلع دیامر جناب محمد علی یوگوی، ڈائریکٹر محکمہ تعلیم بلتستان جناب ناصر علی خان، شعلہ بیان خطیب اور نوجوان سکالر مولانا محمد محسن علی ساقی، نامور ڈرامہ نگار محمد عباس کھر گرونگ، معروف شاعر و ادیب غلام حسن حسنی، تجربہ کار قانون دان اور وکیل وزیر شکیل احمد AKRSP کے سابق RMP محمد علی عزیزی، شیخ علی ابو تراب، جناب فضل علی پریس کلب سکردو کے صدر جناب قاسم نسیم اور راقم سمیت کئی دیگر لوگ شامل تھے۔ ہمارے کارواں کو مذکورہ یونیورسٹی میں بٹھایا گیا۔ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے ہمیں نہ صرف ایران کے تاریخی مقامات، زیارات، سیر گاہوں یونیورسٹیوں اور لائبریریوں کی سیر کرائی بلکہ روزانہ کسی جید عالم دین سے بھی اسلامی موضوع پر درس سننے کا بھی اہتمام کیا۔ اس درس کے دوران باہمی سوالات و جوابات بھی ہوتے رہے۔ ہمارے لئے ایران میں سب سے بڑی پریشانی زبان کی تھی۔ مگر جناب کاظم سلیم نے اس پریشانی کو بھی حل کر دیا۔ ہمارے اور ایرانیوں کے درمیان رابطہ کار بن گئے۔ یوں اُدھر کی باتیں ادھر اور ادھر کی باتیں اُدھر اپنی اپنی زبانوں میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ پہنچائیں۔ اس طرح کاظم سلیم کی وساطت سے ہم ایرانیوں کو سمجھتے رہے اور ایرانی ہمیں۔

ایران میں قیام کے دوران ایران کا سب سے بڑا علمی وادبی مرکز قُم سیاسی اور اقتصادی شہر تہران تاریخی اور تہذیبی شہر نصف جہاں اصفہان، حضرت امام علی رضاؑ کا شہر مقدس مشہد، سلسلۃ الذہب کے غوث المتاخرین سید العارفین حضرت شاہ سید نوربخش کی آرام گاہ سولقان، حضرت علاؤالدولہ سمنانی اور حضرت شیخ محمود مزدوقانی کا شہر سمنان کا نہ صرف دورہ کیا بلکہ ان شہروں سے بزرگوں کے آستانوں سے فیوض و برکات بھی حاصل کیے۔

حضرت امام رضاؑ کی زیارت کے لئے کارواں کے تقریباً سبھی ارکان ہمراہ تھے۔ قُم سے مشہد مقدس کا سفر ریل کے ذریعے طے کیا اور امامؑ کے روضہ مبارک کے نزدیک کسی ہوٹل میں ٹھہرائے گئے۔

ہم جب پہلی بار حرم میں داخل ہوئے تو ہمیں زیادہ رش کی وجہ سے نماز پڑھنے کی جگہ تک میسر نہیں ہوئی۔ سعی بسیار کے بعد ایک محراب خالی نظر آیا۔ میں نے مولانا محسن سے مشورہ کیا۔ حضرت یہ محراب شاید ہماری خاطر خالی رکھا گیا ہو۔ چلیے اسی محراب میں ہمارے لئے گنجائش بنتی ہے۔ میرے اس مشورے کو مولانا نے معقول جانا اور ہم محراب کے اندر خدا سے لو لگانے لگے۔ ہم روزانہ اس محراب میں جا کر گناہوں کی

مغفرت کے لئے خدا سے دعائیں مانگتے تھے اور نمازیں ادا کرتے تھے۔ فجر کی نماز سے پہلے دارالزحد میں دعائیں صبحیہ اور نماز کے بعد دارالذکر میں اورادفتحیہ پڑھ کر اپنے دل کو نور سے منور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

امام علی رضاؑ کی زیارت سے فیض یاب ہونے کے بعد سلسلۃ الذھب کے بزرگوں کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ ان بزرگوں کی زیارت کے لئے ہم دونوں کو کارواں کی ضرورت تھی نہ کاروان کو ہماری۔ ہم دونوں کی رہنمائی کے لئے قم میں زیر تعلیم دو نوربخش طلبہ جناب مولانا یونس آف سلترو اور ہندوستان کے ڈیرہ دون سے آئے ہوئے طالب علم سید ذاکر حسین کو ہمراہ سفر کیا گیا۔ مولانا یونس ایران میں قیام کے دوران متعدد بار سمنان اور سولقان کی زیارت کر چکے تھے۔ جبکہ سید ذاکر ابھی ایران میں نووارد تھے۔ اس سفر کے لئے ہمیں پرائیوٹ ٹیکسی کرنا پڑی۔ جس کا انتظام ہمارے دوست طالب علم شیخ ظفر آف چھلو نے کیا۔ قم سے سمنان کا سفر کار میں کوئی ساڑھے چار گھنٹے کا ہوتا ہے۔ ہم نے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر سفر کا آغاز کیا۔ مولانا محسن علی نے گاڑی ہی میں بلند آواز میں اورادفتحیہ کا ورد شروع کیا۔ اور میں آمین پڑھتا رہا۔ دعاؤں کا یہ سلسلہ تہران کے قریب سے ختم ہوا، اورادفتحیہ جب اختتام کو پہنچا تو ایرانی ڈرائیور نہ صرف حیرت سے ہماری طرف دیکھ رہا تھا بلکہ وہ دل ہی دل میں سوچ بھی رہا تھا کہ آخر ان اجنبی لوگوں کو اتنی دعائیں خدا سے مانگنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ڈرائیور کے تیور سے ہم اندازہ لگا سکتے تھے کہ اس نے صبح کی نماز کے بعد اتنی لمبی دعائیں مانگنے والوں کو پہلی بار دیکھا ہے۔

ہم دن کے ساڑھے دس بجے سمنان شہر کے کنارے پہنچ گئے سمنان شہر کے کنارے ہی سڑک کے بائیں جانب سائن بورڈ پر لکھا تھا "مومن آباد"۔ یہ گاؤں مومن آباد سے مشہور ہے کیونکہ حضرت شیخ محمود مزدقانی کا آستانہ عالیہ اور خانقاہ معلی مومنین کے لئے مرجع خلائق ہیں۔ لب سڑک بہت بڑا سائن پر جلی حروف میں لکھا ہوا تھا آرام گاہ حضرت شیخ محمود مزدقانیؒ۔ جبکہ خانقاہ کی چھت پر ایک چھوٹے سے بورڈ پر تحریر نمایاں تھی (شورای حل اختلاف) وہاں موجود چند ایرانیوں سے سوال کیا دوستوں پہلے بورڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کا آستانہ عالیہ ہے البتہ دوسرے بورڈ پر لکھا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس تحریر کا کیا مقصد ہے؟ کہنے لگے یہ شیخ صاحب بہت بڑے بزرگ ہیں آپؒ امن بھائی چارگی، اخوت کے داعی تھے۔ آپؒ کی زندگی میں باہمی اختلاف کو دور کرنے کے لئے لوگ دور دور سے آپؒ کے دربار میں آتا کرتے تھے مگر آپؒ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے، لوگ آج بھی اپنے اختلافات کا حل تلاش کرنے یہاں آتے ہیں اور آپؒ کے دربار سے اختلاف اتحاد میں تبدیل ہو کر واپس جاتے ہیں۔ یہ روضہ اتحاد و اتفاق کا مرکز ہے۔ اس لئے یہ بورڈ یہاں آویزاں ہے اتحاد کے حوالے سے ایرانی کی یہ کہانی جیسی ختم ہوگئی ہماری نظروں کے سامنے اختلافات کی داستانیں رقص کرنے لگیں۔ مولانا نے میری طرف دیکھا اور میں نے مولانا کی طرف۔ مگر ہم کیا کر سکتے تھے۔ شیخ صاحب کے آستانے پر گڑگڑا کر فریاد کی۔ یا شیخ ہم آپ کے سلسلے پر عمل پیرا ہیں۔ ہم آپ کے جانشین حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں مگر ہم اختلافات کا شکار کیوں ہیں۔ جبکہ آپ کی درگاہ سے لوگ اتحاد کا سبق حاصل کرتے ہیں۔ مرقد کو چاروں اطراف سے آہنی سلاخوں سے محفوظ کیا گیا ہے۔ اندر داخل ہونے کے لئے ایک چھوٹا سا دروازہ ہے جہاں ہم جھک کر داخل ہوئے اور زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آستانے کے اوپر چھوٹا سا سنہرا گنبد ہے یہ گنبد آستانے کو دھوپ اور بارش سے بچاتا ہے اور مرقد کے لوح پر درج ذیل اشعار رقم ہیں۔

نامستان زوق آور درجان وتن
روح ریسان چوں بودوا گویمن
نامنان دل پاک سازد از کدر
روح شاں عند ملیک مقتدر

یاد شان کن از خدا حاجت طلب

چوں چنین کردی اجابت کرد رب

لوح پر ان اشعار کے علاوہ سلسلۃ الذھب کے تمام پیران پیر کے اسماء گرامی یوں رقم ہیں جیسے دعوت صوفیہ میں مرقوم ہے۔

سلاخوں کے اندر لوح کے قریب ہم نے بیٹھ کر اوراد عصریہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ اس رقت آمیز منظر اور شیخ صاحب کے ساتھ والہانہ محبت کو دیکھ کر کئی ایرانیوں کے ہاتھ بھی دعا و استغفار کے لئے ہمارے ہاتھوں کے ساتھ بلند ہوگئے اور وہ خاموشی سے یہ منظر دیکھتے رہے اور جیسے ہی دعا ختم ہوئی ایک ایرانی نے دریافت کرنے کی کوشش کی کہ ہم آئے کہاں سے ہیں اور کون ہیں؟ مولانا یونس نے فارسی زبان میں سب کچھ بیان کیا اور اس ایرانی کو ہمارے ساتھ دلی محبت پیدا ہوگئی اور اپنی گاڑی کی آفر کردی۔ کہنے لگا کہیں جانا ہو تو گاڑی استعمال میں لائی جاسکتی ہے۔ ہم نے قبول کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور زیارت سے فارغ ہوئے تو خانقاہ معلی کا دروازہ ہمارے لئے کھولا گیا۔ خانقاہ کی زیب و زینت سے معلوم ہوا کہ وہاں نماز پنج گانہ ادا ہوتی ہے اور دیگر اسلامی رسومات کے علاوہ مجالس بھی منعقد ہوتی ہیں۔ مومن آباد کی خواتین ہفتہ میں دو بار قرآنی خوانی کا بھی اہتمام کرتی ہیں۔ خانقاہ کی دونوں اطراف اعتکاف نشینوں کے لئے حجرے بنے ہوئے تھے مگر کچھ کچن اور سٹور میں تبدیل ہوگئے تھے۔ ایک ایرانی نے خانقاہ معلی کے وسط سے قالین کو ہٹاتے ہوئے دکھایا یہ دیکھئے شیخ صاحب نے اپنے دور میں پانی کا انتظام اندر ہی کیا تھا اپنے ہاتھوں سے کنواں کھودا اور میٹھا پانی دریافت کیا اور گزشتہ صدی تک لوگ اس میٹھے پانی سے سیراب ہوتے تھے اور مگر جب سے حجرے سٹور میں تبدیل ہوگئے میٹھا پانی کھارا پانی میں تبدیل ہوگیا اور اب لوگ اس پانی کو فقط تبرک کے لئے استعمال میں لاتے ہیں۔ ہم جب شیخ محمود مزقانی کے آستانے کی زیارت سے مشرف ہوئے تو اس ایرانی نے اپنے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے ہمیں سوار ہونے کی درخواست کی ہماری اپنی گاڑی ہونے کے باوجود اس کی محبت سے بھرپور درخواست کو رد نہ کرسکے اور مولانا یونس کو ایرانی کی گاڑی میں بٹھا دیا۔ ایرانی دوست ہماری رہبری کرتے ہوئے مومن آباد سے صوفی آباد حضرت علاء الدولہ سمنانی کے آستانے تک آئے۔ دونوں آستانوں کا درمیانی فاصلہ کوئی چار کلومیٹر بنتا ہے۔ صوفی آباد کے کنارے پر اشارہ سائن بورڈ ہی سے معلوم ہوا کہ حضرت علاء الدولہ سمنانی کا آستانہ مرجع خلائق ہے۔ شیخ صاحب کے آستانے پر ہم سے قبل بڑی تعداد میں زائرین پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت محمود مزقانیؒ کی خانقاہ کی نسبت یہ خانقاہ کافی خستہ حالت میں تھی۔ اس خانقاہ کی چھتیں اچھی ہوئی تھی البتہ دیواریں مضبوط تھیں محکمہ آثار قدیمہ نے اس خانقاہ کو بھی اپنے تحویل میں لے لیا ہے ایک سرکاری ملازم مجاور کی حیثیت سے وہاں ڈیوٹی دیتا ہے جب ہم مرقد کے قریب پہنچے تو ایک ایرانی خاتون روضہ کی ایک طرف کھڑی دعائیں مانگ رہی تھی ہمارے پہنچنے کے بعد وہ غائب ہوگئی۔ ہم نے زیارت کی نمازیں ادا کیں۔ اور دعائے عصریہ کا ورد شروع کیا۔ خانقاہ کی فلم بندی بھی مکمل ہوگئی۔ بعد اس کے خانقاہ کے ایک ایک حجرے میں جھانک جھانک کر دیکھنے لگے۔ ہم نے دیکھا ایک حجرے میں وہی خاتون ہاتھ میں تسبیح لئے مراقبے میں مصروف تھی ہم نے اسے بلایا اور اپنے کیمرے میں چند باتیں ریکارڈ کرانے کی درخواست کی وہ ہمارے درخواست کو قبول کرتے ہوئے کیمرے کے سامنے بولنے لگی۔

دنیا مادی ترقی کی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور جتنی آسانیاں اور آسائشیں پیدا ہوگئی ہیں اتنی ہی بے سکونی اور پریشانیاں بھی جنم لے چکی ہیں۔ ایسے میں ہر کوئی سکون کی تلاش میں شیخ صاحب کی درگاہ کا رُخ کرتا ہے۔ یہ وہ بزرگ ہے جس کی درگاہ میں حاضر ہونے کے بعد اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ یہ اپنے وقت کے بڑے صوفی بزرگ اور ولی تھے۔ اگرچہ میرا شہر یہاں سے بہت دور ہے مگر سال میں کئی بار یہاں آنے کی کوشش کرتی ہوں میری طرح بہت سارے عقیدت مند اس بزرگ کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ خاتون سے ابھی بات چیت جاری تھی وہ صاحب گفتگو میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوگئے جس نے مومن آباد سے ہماری عزت افزائی شروع

کی تھی اور اس کی گاڑی بھی اب ہمارے استعمال میں تھی۔ اس بندہ خدا کا نام محمد سمنانی تھا۔ محمد سمنانی نے آستین چڑھائی اور اپنی کلائی دکھائی، کلائی پر زخم کے نشان اب بھی باقی تھے۔ محمد سمنانی نے کہا کہ میں ایک کارخانے میں کاریگر تھا بدقسمتی سے میرا ہاتھ مشین میں پھنس گیا اور کلائی سے علیحدہ ہوگیا ساتھیوں نے فوراً ہسپتال پہنچایا مگر ڈاکٹر نے جواب دیا کہ ہاتھ اب جڑ نہیں سکتا۔ اسی گاڑی میں سیدھا شیخ حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ کے روضہ پر آیا اور ان کے وسیلے سے خدا سے دعا مانگی۔ بعد میں کسی اور ڈاکٹر نے ہاتھ جوڑ دیا۔ اور ہفتوں کے اندر میرا ہاتھ ٹھیک ہوگیا اب میں اسی ہاتھ سے گاڑی تک چلاتا ہوں۔ آج چھٹی کا دن ہے کل میری بیوی نے کہا چھٹی سسرال میں منائیں گے مگر میں نے اسے صاف جواب دیا کہ شیخ صاحب کو سلام کئے بغیر کہیں جانہیں سکتے اور میری خوش نصیبی ہے کہ آپ لوگوں سے بھی ملاقات ہوگئی اور آپ لوگ ہمارے شیخ صاحب کی زیارت کے لئے ہزاروں کلومیٹر دور سے آئے ہیں، مجھے آپ لوگ اچھے لگتے ہیں۔

حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ کے آستانے کے لوح پر بھی سلسلۃ الذھب کے سارے پیران پیر کے اسمائے گرامی یوں درج ذیل ہیں۔

مرقد مبارک جناب شیخ المحققین فی الافاق، قدوۃ الاولیاء بالاتفاق، شیخ العالم المعارف وربانی، الشیخ علاالدولہ سمنانی قدس سرّہ از جناب آں تربیت معنوی از جناب شیخ نورالدین عبدالرحمٰن بن اسفرائنی تا ------ حضرت معروف کرخی۔ ساتھ یہ اشعار بھی مندرجہ ذیل ہیں۔

حرمت تعظیم کن بر نامشان
بو کہ یابی بہرہ از انعامشان
یادشان کن از خدا حاجت طلب
چوں چنیں کردی اجابت کرد رب

جبکہ لوح کے حاشیے پر یہ تحریر مرقوم ہے۔

آن جناب افتخار در ظاہر و باطن ولایت آفتاب برج ہدایت حضرت شمس الشموس وانیس ونفوس ولمدفون بالارض طوس با قرآئنہ اثنا عشرہ نور قلوبیہ سلسلہ اولیاء، سلطان علی الرضا طوسی علیہ وآباء المعصومین آلاف التحیۃ و ثنا میباشد ولادت حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی برسال ۶۵۹ھ و وفات آن شب جمعہ ۲۲ رجب سال ۷۳۶ھ درسن ۷۷ سالگی در صوفی آباد سمنان بودہ است۔ سمنان میں مومن آباد کے بزرگ حضرت محمود مزقانیؒ اور صوفی آباد کے حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ کے آستانوں سے فیض و برکات حاصل کرنے کے بعد ہمارا مختصر کاروان مولانا محسن علی ساقی کی قیادت میں سمنان سے تہران کی جانب بڑھنے لگا۔ سمنان سے تہران کی طرف کشادہ اور چمکدار ہائی وے پر ہماری کار ۱۲۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ ہماری دائیں بائیں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نمودار ہوتیں اور غائب ہوتی تھیں۔ اب کی بار ہماری منزل غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ کا مرقد مبارک تھی جو کہ تہران شہر سے بذریعہ کار ۱۵ منٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہم جدید ترین تہران کے رے سے گزرتے ہوئے شہر زیبا پہنچے جو رے سے ذرا بلندی پر واقع ہے۔ شہر زیبا کے ساتھ ہی پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا ہے اور پہاڑوں کے درمیان ایک نالہ نکلتا ہے اس نالے کو سلقان کہتے ہیں۔ شہر زیبا سے شاہ سید محمد نوربخشؒ کے مرقد مبارک تک جانے والی شاہراہ کو بھی جدید انداز سے تعمیر کرایا گیا ہے۔ زیبا شہر کے گزرتے ہی سائن بورڈ پر یہ تحریر نظر آئی ''آرام گاہ حضرت امیر سید محمد نوربخشؒ'' مزید آگے نکلے تو ایک بینر پر لکھا نظر آیا ''غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ کا آستانہ عالیہ'' ہم جب قریب پہنچے تو ایک اور بورڈ پر یہ تحریر رقم تھی ''سید العارفین حضرت سید محمد نوربخشؒ کا آستانہ عالیہ''۔ ہم اس نالے کے بائیں جانب سے نالے کے اندر بڑھ رہے تھے یکایک ہمارے رہنما ساتھی مولانا یونس نے ڈرائیور سے فارسی میں کہا گاڑی روکو یہیں سے آستانے کا نظارہ کیا جاسکتا ہے پہلی نظر میں سنہرا گنبد ہماری بیتاب نظروں کے لئے قرار کا باعث بنا جو بلندی کے اس پارگاؤں کے وسط میں چمک رہا تھا ہم نے سڑک ہی سے سنہرے گنبد کی فلم بندی شروع کی اس منظر کو ہم لفظوں میں بیان نہیں کرسکتے۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

افکار نو کے پرچم

گانا اور آلات موسیقی

اقبال نیازی تھلے متعلم مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

گانا اور آلات موسیقی کے بارے میں مذمت کی آیات وروایات مندرج ذیل ہیں۔اس بارے میں دو موضوعات پر بحث ضروری ہے۔کیونکہ اکثر لوگوں کو اس بارے میں اشتباہ ہوتا ہے۔
(۱) گانا (۲) آلات موسیقی کی آواز اور گانے اور گانے بجانے کے وسائل۔

غنا سے مراد وہ خاص آواز ہے جو انسان کے گلے اور حلق سے نکلتی ہے جو اپنے اندر زیروبم رکھتی ہے۔ہیجان اور خوشی پیدا کرتی ہے اور لہو ولعب کے وسائل اور عیش ورقص کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہے۔غنا کا اطلاق ہر اچھی اور دلکش آواز پر نہیں ہوتا اگرچہ کہ اس میں مذکورہ بالا اوصاف موجود نہ ہو۔احکام اسلام کی رو سے غنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔گانا گانے والے اور اس کے سننے والے کے لیے شدید حرمت اور ممانعت آئی ہے۔بلکہ گانا سکھانا ،سیکھنا اور سننا اور اسکی اجرت لینا حرام ہے

آلات موسیقی:

یہ وہ آلات و وسائل ہیں جو لہو ولعب ،مجالس رقص اور گانے بجانے کیلئے تیار کئے جاتے ہیں پچھلے زمانوں میں ان آلات موسیقی کی اقسام کم تھیں اسی لئے اکثر روایات میں ان آلات کو عود اور بربط کے نام سے یاد کیا گیا ہے لیکن تمدن وترقی کے اس زمانے میں ان آلات موسیقی کی بہت سی اقسام ایجاد ہوئی ہیں مختصر یہ کہ ان آلات کا بنانا،فروخت کرنا اور خریدنا ،بجانا اور سننا اسلام کی رو سے سب حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔البتہ موسیقی کا کلمہ جو بعض کتابوں یا علما کے فرمودات میں استعمال ہوتا ہے غیر عربی لفظ ہے اور اس کی معنی ایک ایسی آواز پیدا کرنا ہے۔جو نشاط انگیز اور احساسات کو حرکت میں لانے والی ہو۔اس کے معنوں میں وہ انسانی آواز بھی شامل ہے جو غنا کی تعریف میں آتی ہے اور وہ آواز بھی جو آلات موسیقی کے ذریعہ پیدا کی جاتی ہے۔امام محمد باقرؑ نے فرمایا غنا ان گناہوں میں سے ہے جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے عذاب دوزخ کی وعید سنائی ہے۔پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ"

ترجمہ: لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو لہو ولعب کی باتیں مہیا کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو نادانستہ راہ خدا سے منحرف کر دیں اور راہ حق کو ٹھٹھا مذاق بنالیں ان کیلئے رسواکن عذاب ہے۔ا(لھو الحدیث یعنی مشغول کر دینے والی باتوں سے مراد وہی غنا ہے)۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ "رحمن کے بندے وہ لوگ ہیں جو لغو اور بیہودہ محفلوں سے..... کنارہ کش رہتے ہیں"۔لغو سے مراد غنا لیا ہے۔نیز آپؑ نے فرمایا وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا میں لغو سے اللہ تعالیٰ کے لغو سے اللہ تعالیٰ کی مراد غنا ہے۔گندگی یعنی بتوں سے اور لغو باتوں سے پرہیز کرنا واجب ہے۔نیز آپؑ نے فرمایا مومن وہ کلام کرے جن کا ان لغو مشاغل سے کوئی تعلق نہ ہو۔آنجنابؑ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا:میری جان آپ پر نثار ہو ہمارے ہمسایوں کے پاس گانے والی لونڈیاں ہیں۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس وقت وہ گانے بجانے میں مصروف ہوتی ہیں مجھے قضائے حاجت کیلئے بیت الخلا میں جانا ہوتا ہے اور میں ان کا گانا سننے کیلئے

وہاں کچھ زیادہ وقت لگا دیتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو اس شخص نے کہا بخدا میں ان کی محفل میں شریک نہیں ہوتا۔ صرف کانوں سے سنتا ہوں آپؑ نے فرمایا: کیا تو نے ارشاد خداوندی نہیں سنا کان اور آنکھ اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے یہ خوف ہے کہ تم دین کو ہلکا سمجھو گے۔ انصاف فروشی کرو گے (رشوت لوگ) قرابتداری کے رشتے کو کاٹو گے اور قرآن مجید کو بنسری کی آواز کی طرح یعنی غنا کے انداز میں پڑھو گے اور جو لوگ دینی اعتبار سے کوئی برتری نہ رکھتے ہوں گے انہیں مقدم رکھو گے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے چند یہ ہیں: نماز کو ضائع کرنا، شہوت کی پیروی اور ہوا و ہوس کی جانب میلان، اس زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کو غیر خدا کیلئے استعمال کریں گے۔ خدا کی کتاب کو گانے کے انداز میں پڑھیں گے دین کا علم دنیا کیلئے سیکھیں گے حرام کی اولادیں کثرت سے ہوں گی آلات موسیقی کو لوگ پسند کریں گے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ ناپسند کریں گے۔ ان لوگوں کو آسمانوں کے ملکوت میں ناپاک اور پلید کہا جائیگا۔ میں تمہیں ناچنے، بنسری بجانے، طبل پیٹنے سے منع کرتا ہوں اور روکتا ہوں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا لوگوں کے پانچ گروہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالی روز قیامت ان پر نظر نہیں ڈالے گا۔ ان گروہوں کو شمار کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: اور گانے والے غنا دل میں نفاق کے بیج کو اس طرح پروان چڑھاتی ہے جیسے پانی گھاس کو۔ میں اپنی امت کو بنسری اور اسکے بجانے اور طبل پیٹنے سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالی نے دف اور طبل اور بنسری کو حرام کیا ہے دو بیہودہ اور فاجرانہ صداؤں سے ہمیں منع کیا گیا ہے ایک وہ صدا جو مصیبت کے وقت بالوں کو نوچنے اور گریبان کو چاک کرنے کے ساتھ بلند کی جاتی ہے۔ اور یہ بنسریاں شیطان کی بنسریاں ہیں۔ اللہ کے فرشتے ان گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں شراب یا دف یا طنبور یا نرد ہوں، ان گھروں میں رہنے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور ان میں سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے مجھے اس لئے بھیجا کہ میں جہاں والوں کے لئے رحمت بنوں اور آلات موسیقی کو نابود کر دوں، بتوں اور جاہلیت کی رسوم کو اکھاڑ پھینکوں، آلات موسیقی کی خرید و فروخت حرام ہے اور ان کی تجارت اور کاروبار نا جائز ہے طنبورہ بجانے والا قیامت کے دن سیاہ صورت میں اٹھایا جائیگا اور اس حال میں کہ آگ کا ایک طنبورہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور گانے والا (گلوکار) اپنی قبر سے اندھا گونگا اور بہرا اٹھایا جائیگا۔ زنا کار بھی اسی کیفیت کے ساتھ اٹھایا جائے گا، دف بجانے والا بھی اس کیفیت کے ساتھ اٹھے گا۔ آپؐ نے فرمایا جو آدمی لہو (غنا) کو سنتا ہے اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ فرمایا دف بجانا رقص کرنا لہو و لعب اور اس طرح کی محفلوں میں شرکت اور ان گانوں کو سننا ممنوع ہے دف کو جائز نہیں کیا گیا مگر صرف شادیوں میں لڑکیوں بالیوں کیلئے اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ لڑکیوں اور عورتوں کی محفل میں مرد قدم نہ رکھیں۔ حضرت امام زین العابدینؑ کا ارشاد ہے اللہ تعالی اس قوم کو جس کے سازوں اور نغریوں کی آواز بلند ہوتی ہے پاکیزگی اور تقویٰ سے بہرہ مند نہیں فرماتا حضرت امام باقرؑ کا ارشاد ہے غنا دلوں میں نفاق کو اسی طرح پروان چڑھاتا ہے جس طرح کھجور کا درخت اپنے شگوفوں کو اگاتا ہے۔ اور یہی بات آلات موسیقی کے استعمال کرنے اور بے ہودہ باتوں کے سننے پر صادق آتی ہے۔

حضرت امام موسیٰ ابن جعفرؑ کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ نے فرمایا جو آدمی خود کو غنا سے دور اور محفوظ رکھے گا اس کے لئے جنت میں ایک درخت مخصوص ہوگا اللہ تعالی ہواؤں کو حکم دے گا کہ اسے حرکت میں لائیں درخت میں حرکت آنے سے ایسی دلکش آواز پیدا ہوگی کہ کبھی کسی نے نہ سنی ہوگی اور آدمی اس دنیا میں خود کو غنا سے محفوظ نہیں رکھے گا پس وہ اس آواز کو نہیں سن سکے گا۔

اہل بہشت کے مختلف طبقے اور درجے ہیں ممکن ہے جو آدمی دنیا میں غنا کا مرتکب ہوا ہو اگر اس نے توبہ کی ہو اور داخل بہشت ہوا ہو اس نعمت سے محروم ہی رہے گا۔ ابراہیم کہتے ہیں اسحاق بن عمار کے پاس گانے والی کنیزیں تھیں، موت کے وقت انھوں نے وصیت کی

کہ ان کنیزوں کو فروخت کر دیا جائے اور اس سے ملنے والی رقم حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ کو پیش کی جائے ان کے انتقال کے بعد میں نے ان کنیزوں کو تین لاکھ درہم میں فروخت کر دیا اور رقم آنجنابؑ کی خدمت میں پیش کر دی میں نے کہا آپ کے ایک دوست نے مجھے یہ وصیت کی تھی اب میں یہ تین لاکھ درہم کنیزوں کو فروخت کر کے آپ کے خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا مجھے ان پیسوں کی ضرورت نہیں یہ حرام ہیں ان کنیزوں کو موسیقی کی تعلیم دینا اور ان کا گانا سننا نفاق کا ذریعہ ہے اور ان کا پیسہ حرام ہے یونس کہتے ہیں میں نے امام رضا سے غنا کے بارے میں پوچھا آپؑ نے فرمایا ایک آدمی امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے غنا کے بارے میں پوچھا آنجناب نے ان آدمی سے دریافت فرمایا جب اللہ حق اور باطل کو الگ کر دے گا غنا کی طرف آئے گا اس آدمی نے کہا باطل کی طرف حضرت نے فرمایا تو نے خود ہی اس بارے میں جو حکم ہے بتا دیا۔

"گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے"

"ستار کی آواز سننا گناہ کبیرہ ہے"

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جب کسی شخص کو خدائے تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرماتا ہے اور وہ (شکر کے بجائے) گانے بجانے کا اہتمام کرتا ہے وہ دراصل خدا کی ناشکری ہے۔ جب حضرت آدمؑ کی وفات ہوئی تو ان کی موت پر ابلیس اور قابیل نے جشن مسرت منایا اور زمین پر دونوں نے مل کر آلات موسیقی بنائے تاکہ ان کے ذریعے اپنی خوشی کا اظہار کر سکیں۔ اس وقت دنیا میں جتنے بھی آلات موسیقی ہیں کہ جن سے لوگ لذت اندوز ہوتے ہیں ان کا آغاز ابلیس اور قابیل کے اسی جشن سے ہوا۔ پوچھا گیا کہ پست اور ذلیل کون لوگ ہیں؟ آپؑ نے فرمایا جو شراب پیتے ہیں اور طنبورہ بجاتے ہیں۔ گانا گانے والی عورت ملعون ہے اور وہ شخص بھی ملعون ہے جو اس کی کمائی کھاتا ہے۔ پروردگارا تمام مسلمانوں کو گانا اور آلات موسیقی سے پرہیز کر کے ابدی زندگی کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

بقیہ دعا

خدا ماں سے بھی زیادہ مہرباں ہے
یہ فرمان نبیؐ آخر زماں ہے

دعا انتہائی عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ مانگنی چاہیے۔ دعا مانگنے والے کا دل اللہ کی ہیبت اور عظمت وجلالت سے لرز رہا ہو اور جسم پر خوف اور رقت طاری ہو۔ دراصل دعا مانگتے وقت انسان کو یہ تصور کرنا چاہیے کہ میں ایک در ماندہ فقیر اور ایک بے نوا مسکین ہوں اور اگر اس در سے بھی ٹھکرا دیا گیا تو پھر میرے لئے کہیں کوئی ٹھکانا نہیں۔

اے خدائے پاک اے مشکل کشا حاجت روا
یا تو کر حاجت روائی یا در دیگر بتا
میں تو سب دنیا میں پھر کر بے نوا مسکیں ہوا
تیرے اس در کے سوا مجھ کو نہ کوئی در ملا
کھٹکھٹایا میں نے ہر در کو کہ کچھ حاصل کروں
میں تو خود محتاج ہوں آئی یہ ہر در سے ندا

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ نیک مقاصد کے لئے دعا کرنے اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یا غایة المقاصد یا منتھی المنی
یا اجمل المجامل یا اکمل الوری
کان المراد ذاتك من خلق عالم
لو لم نكن لما خلق الارض والسما
مقصود هر دو کون تو بودی از ابتدا
لولاك شاهدست بدین دعوی ازخدا
مجموعة صفات کمالست ذات تو
معنی و صورتت شده مبدا ومنتها
تشریف اصطفا زخدا گر بآدم است
مقصود اصطفا نبود غیر مصطفیٰ

افکارِ نو کے پرچم

شادی بیاہ کی فرسودہ رسومات

عبدالرؤف انجم کوروی لاہور

شادی سے خوبصورت رشتہ دو افراد کے درمیان ہی نہیں بلکہ دو خاندان کے درمیان طے پاتا ہے۔ شادی کو خوشی سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے جس گھر میں شادی ہوتی ہے وہاں ہر شخص خوش اور در و دیوار مسرت و شادمانی سے رقص کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر ہمارے اس معاشرے میں شادی خانہ آبادی کے بجائے خانہ بربادی کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرتی نظام خالصتاً اسلامی اصول کی پیروی نہیں کی جاتی اور غیر اسلامی اور جاہلانہ روایات ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہیں۔ شادی بیاہ کی رسومات کا بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہے، یعنی ہمارے معاشرے میں شادی بیاہ کی ایسی غیر اسلامی اور جاہلانہ روایات کو اپنا لیا گیا ہے۔ جن کو اسلام سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ شادی بیاہ کی جاہلانہ روایات و رسومات کی پیروی ہمارے معاشرے کے لئے ناسور کی سی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ کیونکہ جب انسان برائی کو برائی سمجھنا چھوڑ دے تو معاشرے میں بہت سے بگاڑ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسی بہت سی غیر اسلامی رسومات ہیں جو ہمارے معاشرے کا بہت بڑا حصہ بن چکی ہیں۔ ان رسومات میں سے ایک کا نام ٹکا اور دوسرے کا نام وٹہ اور تیسرے کا نام کم عمری کی شادیاں ہے۔

ٹکا:

ٹکا ایک ایسی شرم ناک رسم ہے جس میں پیسے لیکر لڑکی دی جاتی ہے۔ ہمارے دیہی علاقوں میں یہ رواج بہت کم ہے۔ پاکستان کے بہت سے علاقوں میں پیسے لے کر لڑکی دی جاتی ہے۔ یہ رقم بہت بھاری ہوتی ہے جتنی کم عمر اور خوبصورت ہوگی اس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ دولت کے لالچ میں والدین اپنی بیٹیوں کو بوڑھے شخص سے بیاہ دیتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں انہیں بڑی رقم ملتی ہے۔ شادی کے تمام اخراجات لڑکے والے اٹھاتے ہیں اور لڑکی کی نقد رقم اس کے والدین کو دیتے ہیں۔ اگرچہ اس میں لڑکی والوں کا کوئی خرچ نہیں ہوتا لیکن لڑکی سسرال میں جا کر یہی جتایا جاتا ہے کہ اس کے والدین نے اس کے عوض پیسے لئے ہیں اس طرح لڑکی کے سسرال میں وہ عزت و مقام حاصل نہیں ہوتا جو ایک بیوی یا بہو کا حق ہوتا ہے۔

وٹہ سٹہ:

وٹہ سٹہ میں کی گئی شادی میں لڑکی کے بدلے میں لڑکی لی جاتی ہے۔ اس طرح کی شادیاں ہمارے دیہی علاقوں میں بہت زیادہ ہوا کرتے ہیں۔ لیکن شہروں میں بھی اس کا رواج بڑھ گیا ہے۔ وٹہ سٹہ کو جاہلانہ رسم اس لئے کہا جاتا ہے کہ بنیادی طور پر اس میں لڑکی کے بدلے میں لڑکی کا تبادلہ مفادات کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ ہمارے علاقوں میں وٹہ سٹہ کی شادیوں کا رواج عام ہے۔ ہمارے دیہی علاقوں میں اس طرح کے شادیاں بچپن میں ہی منسوب کر دی جاتی ہے۔ یعنی بچپن میں لڑکی کا رشتہ طے کیا جاتا ہے۔ لہذا بڑے ہو کر لڑکی یا لڑکے میں سے کسی کے بھی انکار کی جرأت نہیں ہوتی۔ بعض اوقات لڑکی کی شادی کسی بڑی عمر کے مرد کے ساتھ کر دی جاتی ہے۔ زیادہ پڑھے لکھے گھرانے وٹے سٹے کی شادی سے گریز کرتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کے شادیوں کے نتائج خراب ہی نکلتے ہیں۔ کیونکہ اگر وٹے سٹے کا رشتہ کیا جائے تو ایک عورت پر طلاق ہو جائے یا جھگڑا ہو جائے تو بدلے میں لی جانیوالی عورت پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیتے ہیں اور پھر قتل کا سلسلہ شروع

ہوجاتا ہے۔

کم عمری کی شادیاں:

اسلام میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے لئے لڑکے اور لڑکی کا بالغ ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے نکاح کے وقت لڑکے اور لڑکی دونوں کی مرضی پوچھی جاتی ہے لیکن ہمارے دیہی علاقوں میں ایسا نہیں کیا جاتا بلکہ بچپن میں ہی منگنی کر دیتے ہیں۔ پاکستان جیسا ملک جس کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے یہاں غیر اسلامی رسم و رواج اپنائے جاتے ہیں۔ بچپن کی شادیاں بھی ان غیر اسلامی رسومات میں سے ایک ہے۔ ہمارے ملک میں بہت سے علاقے ایسے ہیں جن میں بچوں کے پیدائش کے ساتھ ہی ان کا رشتہ جوڑ دیا جاتا ہے اور بڑے ہونے تک نبھانا ضروری ہوتا ہے بصورت دیگر بہت سے خاندانی مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔ اور بعض اوقات خون خرابے تک نوبت آجاتی ہے۔ پاکستان میں قانونی طور پر بھی بچپن کی شادی کو غلط اور غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔

مسلم فیملی لاء آرڈیننس کے تحت شادی کے لئے لڑکی کی عمر سولہ سال اور لڑکے کی اٹھارہ سال تجویز کی گئی ہے مگر ہمارے دیہات میں بچپن کی شادیوں کا رواج عام ہے۔ بچپن کے شادیوں کے کئی مقاصد ہوتے ہیں۔

دو خاندانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بنانا، بچوں کے رشتے کرنے سے ان کے تعلقات مضبوط ہوں گے اور خاندانی مراسم میں دراڑ نہیں آئے گی۔ بعض اوقات کمزور خاندان کسی طاقتور خاندان کو اپنی بیٹی دے دیتا ہے کہ اس طرح ان کو تحفظ حاصل ہوجائے گا۔ بچپن کی شادی کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ جائیداد گھر سے باہر نہ جائے لہذا خاندان کے اندر ہی بچپن میں شادی کر دی جاتی ہے تاکہ بڑے ہوکر لڑکی یا لڑکے کا انتخاب باہر سے نہ کرلیں۔ جس سے خاندانی جائیداد گھر سے باہر چلی جائے۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ دونوں کے پر بچپن میں ہی باندھے جاتے ہیں۔

پسند کی شادی سے انسان کا ایک وفادار جیون ساتھی مل جاتا ہے۔ دونوں دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں۔ آپس میں پیار و محبت سے پر سکون زندگی گزارتے ہیں۔ ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں گھر کو آرام دہ اور فرحت بخش بنانے میں یکسوئی کے ساتھ صرف کرتے ہیں اور زندگی کے مسائل کو مل کر دونوں حل کرتے ہیں۔

شادی کے بعد لڑکی اور لڑکے کو اپنے جذبات کی کامل تسکین کا واحد جائز ذریعہ میسر آجاتا ہے اور وہ دونوں شیطانی حملوں سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے رشتہ ازدواج کو "احصان" قرار دیا ہے جس کا مطلب ہے "قلعہ بند ہوکر محفوظ ہوجانا"۔

اسلام باقی تمام مذہب سے زیادہ عورت کو عزت و احترام دیتا ہے۔ ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں کبھی بھی عورت کو وہ حقوق و احترام نہیں دیا گیا۔ عورت کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اسلام نے عورت کو کبھی ماں، کبھی بیوی اور کبھی بہن کی روپ میں بڑی عزت دی ہے۔ عورت کو اسلام نے وہ مقام دیا ہے جو آج تک دنیا کی کسی بھی قوم نے نہیں دیا۔

لہذا قارئین کرام! ہمیں چاہئے کہ ان جاہلانہ رسوم و رواج کو ترک کریں اور آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کریں۔

مضمون نگاروں سے گزارش

نوائے صوفیہ میں اشاعت کے لیے صرف ان علمی مضامین کو اولیت دی جائے گی جو محنت اور عرق ریزی سے تیار کئے گئے ہوں۔ ہر مضمون کے ساتھ ماخذ کتب کا حوالہ دینا ضروری ہوگا۔ ورنہ مضمون ناقابل اشاعت پاسکتا ہے۔

نوائے صوفیہ کے لیے ارسال کئے جانے والے مضامین کا رسالے کے بنیادی نصب العین یعنی احیائے تصوف اور بین المسلمین سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔

(ادارہ)

صدائے عفت

دُعا

زاہدہ ابراہیم سرموی

دُعا کے لفظی معنی پکارنے کے ہیں۔ اور دعا ہی کے ذریعے بندے اور اپنے رب کے درمیان تعلق پیدا ہوتا ہے۔ دعا ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کی بدولت ہم اپنے خالق سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ دعا نہ مانگنا تکبر کی علامت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ "جو لوگ دعا نہ مانگ کر تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔" قرآن مجید میں یہ بھی ارشاد ہے:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن:۴۰)

ترجمہ: تم مجھے پکارو میں تمھاری پکار کا جواب دوں گا۔

پکارو اپنی حاجت میں خدا کو
نہیں کرتا ہے ہرگز رد دعا کو

ہمیں معلوم ہے جواد ہے وہ
ہمارے مانگنے پر شاد ہے وہ

خدا کا قول جب لَاتَقْنَطُوْا ہے
تو سنگین جرم ترک جستجو ہے

رسول اللہ کا قول ہے کہ "دعا عبادت کا مغز ہے۔" حدیث پاک میں ہے کہ "تیرا رب سخی اور حیادار ہے۔ اگر کوئی اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو شرم کی وجہ سے خالی واپس نہیں کرتا۔" (مشکوٰۃ)

دعا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے کیونکہ حاجت روائی اور کارسازی کے سارے اختیار اللہ ہی کے پاس ہیں سب اس کے محتاج ہیں اس لئے انسان کو اپنی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کے لئے بھی اللہ ہی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ آدمی کو اپنی ساری حاجتیں اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئیں یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے۔

رسول اللہ کا قول ہے کہ "دعا قبول ہونے کا یقین رکھتے ہوئے سچے دل سے مانگے۔ اللہ تعالیٰ ایسی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پرواہ دل سے نکلی ہو۔" دعا اللہ تعالیٰ ہی قبول کرتا ہے جب کوئی ضرورت مند اللہ تعالیٰ سے اس نیت سے دعا مانگتا ہے کہ میری مصیبت کو ختم کرنے والا، میری ضرورتیں پوری کرنے والا اور میری دعاؤں کو قبولیت بخشنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے جو بے حد رحیم و کریم ہے۔ زمین و آسمان کے تمام خزانے اس کے قبضے میں ہیں تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اور اگر نہیں بھی ہوتی تو اس میں بھی کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے دعا میں ہم جو چیز مانگ رہے ہوں وہ ہمارے لئے مفید نہیں بلکہ مضر ہو۔ لیکن دعا مانگنے کا اجر اس شخص کو آخرت میں ضرور ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ اس کی مثال ہم اس طرح دے سکتے ہیں کہ ایک ماں جو اپنے بچوں کو دل و جان سے بھی زیادہ چاہتی ہے اللہ تعالیٰ اس ماں سے ستر گناہ زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔

تمھارا رب حیادار و سخی ہے
یہ زریں قول احمد امی ہے

نہیں آئیگا تو اس در سے خالی
یہ صدق دل اگر تو ہے سوالی

تو مانگ اس سے اجابت کے یقین سے
بہ آہ سرد اور قلب حزیں سے

بتا دوں میں تجھے شرط اجابت
اجابت کا یقین دل کی انابت

باقی صفحہ 39 پر

سائنس کی دنیا

قرآن اور سائنس

محمد زاکر جرجانی تھلوی

سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۸ میں قرآن کے الہامی کتاب ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۝

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کرے تو نہ لا سکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ نے قرآن آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل نازل فرمایا تھا ٹیکنالوجی سے متعلق جو کچھ حقائق بیسوی صدی میں دریافت ہوئے ان کا ذکر اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نزول قرآن ایک نہایت بین ثبوت ہے جو ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اللہ کے وجود کو تسلیم کریں۔

قرآن میں دی گئی زیادہ معلومات میں ہماری اس دنیا سے ہم آہنگی ملتی ہے اس لئے کہ اللہ ہی نے اس کائنات کی ہر شے تخلیق کی ہے اور وہ اس کا پورا پورا علم رکھتا ہے اس لئے قرآن بھی نازل فرمایا ہے اس وجہ سے بہت سی معلومات جو قرآن میں دی گئی ہیں۔ تجربہ، عقل ودانش رکھنے والے ان مومنوں کی نظروں سے چھپ نہیں سکتیں جن کو اللہ نے بصیرت دے رکھی ہے۔

تاہم یہ بات کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ قرآن ایک سائنسی کتاب نہیں ہے نزول قرآن کا سبب اور مقصد قرآن کی ان آیتوں میں بتایا گیا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۝

ترجمہ: ا۔ل۔ر۔ اے محمدؐ یہ کتاب ایک ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ گے ان کے رب کی توفیق سے اس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ (سورہ ابراہیم:۱)

مختصر یہ کہ قرآن مومنوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے یہ ان کو بتاتا ہے کہ اللہ کے بندے بن کر اس کی خوشنودی کیسے حاصل کی جاتی ہے۔ آپ قرآن کے بعض سائنسی مضامین ملاحظہ فرمائیں۔

کائنات میں غور وفکر:

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ۝

ترجمہ: جس نے تہہ بہ تہہ سات آسمان بنائے تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر کر دیکھو کہیں تمہیں خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ۔ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔ (سورۃ الملک ۳۔۴)

کائنات میں کئی بلین سے بھی زائد ستارے اور کہکشائیں جن کا شمار ممکن نہیں اپنے اپنے مدار پر سرگرم ہیں مگر پھر بھی ان سب میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ ستارے سیارے اور سیٹلائٹ اپنے اپنے محوروں میں ایک نظام کے تحت گردش کرتے ہیں۔

سورج کا سفر:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝

ترجمہ: ''اور سورج، وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔'' (سورۃ یٰسین ۳۸)

ماہرین فلکیات کے تخمینوں کے مطابق سورج ہماری کہکشاں کے سرگرم عمل رہنے کی وجہ سے ۲۰۰۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے شمسی رواس کی جانب سفر کرتا ہے۔ یہ فلکی دائرے میں وہ مقام ہے جو star vega کے قریب ہوتا ہے۔

پہاڑ اور زلزلوں سے تحفظ:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ ؕ

ترجمہ: اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں اس نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تاکہ وہ تمہیں لے کے ڈھلک نہ جائے۔ اس نے ہر طرح کے جانور زمین میں پھیلا دیئے۔'' (سورۃ القمان ۱۰)

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝

ترجمہ: کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم زمین کو فرش بنایا اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا۔''

ماہرین ارضیات نے جو تحقیق پہاڑوں کے بارے میں کی ہے وہ مکمل طور پر قرآن کی آیتوں سے ہم آہنگ ہے۔ ان پہاڑوں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ انہیں زمین کے جوڑوں والے مقامات پر میخوں کی مانند گاڑا گیا ہے۔ یہ زمین کو اسی طرح مضبوط بناتے ہیں۔ جس طرح میخیں لکڑی کی شے کو۔

سمندروں کو ایک دوسرے میں مدغم نہیں ہونے دیا:

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ۝ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ۝

ترجمہ: ''دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں پھر ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔ جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔'' (سورۃ رحمٰن ۱۹۔۲۰)

دو پانی باہم اکٹھے ہوتے ہیں مگر ایک دوسرے میں مدغم نہیں ہوتے کیونکہ ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہوتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ عام طور پر توقع ایسے کی جاتی ہے کہ جب دو سمندروں کے پانی آپس میں ملتے تو ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتے ہیں اور یہ کہ نمکیات کا تناسب اور ان میں سے ہر ایک کا درجہ حرارت اور ایک توازن دراصل وہ قوت ہے جسے دو سطحی تناؤ '' Surface Tension '' کہا جاتا ہے اور دو سمندروں کو ملنے نہیں دیتے۔

❁☆✪☆❁

بقیہ نظر و تذکر

مضبوط ہو گئی۔ علماء ان کے ہاتھوں میں ایک قسم کا یرغمالی بن کر رہ گئے۔ گویا آمیزش کے ذمہ داروں نے ایسے ایسے معنوی گُر ایجاد کر لئے کہ اس کے نتیجے میں مخلص علماء رنگین معاشرے کے اچھوتے انداز کی وجہ سے مہر بہ لب رہنے پر مجبور ہو گئے۔ اب تو جاہلوں کی چاندی ہو گئی۔ جگہ جگہ جاہلوں کا طوطی بولتا ہے۔ یرغمالی علماء سے موثر دفاعی کاروائی عنقا نظر آتی ہے۔ مذہبی معاملات میں نا اہل جہلا پیش پیش رہتے نظر آتے ہیں۔ آج کل پھر بھی ہم اُمید کامرانی کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ بیدار مغز تعلیم یافتہ طبقے میں قدرے بیداری نظر آتی ہے ورنہ بسا اوقات مایوسی کا شکار ہو کر فریادیں کی جاتی ہے کہ بقول ؎

دکھائے نہ اللہ پھر وہ زمانہ
کہ آگے قفس کے جلے آشیانہ

اہل تبلیغ کی سب سے بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس فتنہ انگیز آمیزش کے محرکات اور عزائم سے عوام کو مجالس عزا اور محافل عید میں آگاہ کرتے رہیں ورنہ وہ وقت بھی آنا ممکن ہے کہ ہمیں کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں ملے گا اور ہم اپنی معنوی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور جگہ جگہ اپنی معنوی ہلاکت خیزی کی صف ماتم بچھ جائے گی!

تفو بر تو اے چرخ گردان تفو۔

❁☆✪☆❁

غنچہ ہائے نوشگفتہ

بچوں کا نوائے صوفیہ

ظفر علی آخوند

ہمارا پیارا مذہب

پیارے بچو! ہمارے پیارے مذہب کا نام مذہب صوفیہ نوربخشیہ ہے۔ حضرت شاہ سید محمد نوربخش ؒ کے نام کی مناسبت سے نوربخشیہ کہلانے لگے۔ یہ پیارا مذہب حضرت محمد ﷺ سے شروع ہوا، حضرت علیؑ سے حضرت امام حسنؑ کے سینہ مبارک میں منتقل ہوا، حضرت امام حسنؑ سے حضرت امام حسینؑ کے سینہ مبارک میں منتقل ہوا۔ اس طرح سینہ بہ سینہ بغیر کسی وقفے اور کسی کمی بیشی کے سلسلۃ الذھب کے چھبیسویں پیر حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے سینہ مبارک میں منتقل ہوا۔ آپؒ سے حضرت اسحاق ختلانیؒ اور اس کے بعد حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کے سینہ مبارک میں منتقل ہوا۔ اس سلسلے کو سلسلۃ الذھب کہا جاتا ہے۔ (جاری ہے۔۔۔)

تحریر: ذیشان علی، ماجدہ علی اور راضیہ علی، نیوٹی چن تھگس

❀☆✿☆❀

قوت حافظہ کی دعائیں

پیارے بچو! جب بھی آپ قرآن مجید یا اور دوسری کتابیں پڑھتے ہیں تو وضو کر لینے کے بعد اس دعا کو پڑھ لیا کریں، آپ کی قوت حافظہ بڑھے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عَدَدَ كُلِّ حَرْفٍ كُتِبَ وَيُكْتَبُ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ

پیارے بچو! بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ اپنا پڑھا ہوا ایک حرف بھی فراموش نہ کرے تو وہ سبق پڑھنے یا کتاب کا مطالعہ شروع کرتے وقت ایک بار یہ دعا پڑھ لے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ؕ

یاسمین امین

طالبہ مدرسہ شاہ ہمدان علی پور اسلام آباد

❀☆✿☆❀

ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟؟؟

- ہم نے خدا کو پہچانا مگر اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔
- ہم نے قرآن پاک پڑھا مگر اس پر عمل نہیں کیا۔
- ہم نے محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کیا مگر سنت رسول ﷺ پر عمل نہیں کیا۔
- ہم نے جنت کو چاہا مگر اس میں داخلہ کے لئے انتظام نہ کیا۔
- ہم نے موت کو برحق جانا مگر اس کے لئے تیاری نہ کی۔
- ہم نے اپنے بھائیوں کی عیب جوئی کی مگر اپنے عیب نہ دیکھے۔
- ہم نے اللہ کی نعمتیں کھائیں مگر اس کا شکر ادا نہ کیا۔
- ہم نے مردوں کو دفن کیا مگر خود عبرت حاصل نہ کی۔
- ہم نے عداوت شیطان کا دعویٰ کیا مگر اس کی مخالفت نہ کی۔

مظفر علی چاہت سرسوی کراچی

❀☆✿☆❀

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید اور کارآمد سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ ہم پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں کہ رسالے میں جن سوالات کے جوابات شائع ہو چکے ہوں، اُن سوالات کے جوابات دوبارہ شائع نہیں کیے جائیں گے۔ اس بات کو قارئین ضرور یاد رکھیں۔ ہمارے پاس بہت سے ایسے سوالات آتے رہتے ہیں جن کے جوابات شائع ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات وجوابات:

سوال نمبر 1: وکیل اگر کسی مبنی بر بطلان کیس کی پیروی کرے تو کیا ہو گا؟ (سائل نور علی)

جواب نمبر 1: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جان بوجھ کر کسی باطل کیس کی پیروی کرنا اپنی اُخروی زندگی کی بربادی ہے۔

سوال نمبر 2: زکوٰۃ کا مال کسی مذہبی کیس میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب نمبر 2: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo کیس اگر مبنی برحق ہو تو اس کے لیے مال زکوٰۃ خرچ کرنا شرعاً روا ٹھہرے گا۔

سوال نمبر 3: عشاء کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے ساتھ کسی نماز گزار کا مقتدی بن کر اپنی مغرب کی نماز کی ادائیگی کرنا کیسا ہے؟

جواب نمبر 3: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جن نماز گزاروں کو شرعاً وقت مشترک کی سہولت حاصل ہو اُن کے لیے ایسا کرنا درست ہے ورنہ نہیں۔

سوال نمبر 4: یونیورسٹی میں طلبہ اور طالبات کے آپس میں تعلقات کی کوئی حد بندی ہے؟ (سائلین ذاکر اور قمر وغیرہ)

جواب نمبر 4: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے اور مخلوط تعلیم بجائے خود طلبہ کے اخلاقی بگاڑ کا موجب بنتی ہے لہذا یہاں پر طلبہ اور طالبات کے تعلقات کے لیے شرعاً کسی حد بندی کا تعین نہایت مشکل کام ہے۔

سوال نمبر 5: بیمہ پالیسی کا اپنانا کیسا ہے؟ (سائل نجم الدین جیلوی وغیرہ)

جواب نمبر 5: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo آج کل دنیا میں کاروبار کرنے کے لیے مختلف ناموں کا استعمال ہوتا ہے۔ اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لیے چکنی چپڑی باتوں سے لوگوں کو متاثر کرنے کا فن اُن کو آتا ہے۔ بیمہ کمپنیاں بڑی خوب صورتی کے ساتھ بیمہ پالیسی اپنانے کو اثر انگیز لیکچر دینے میں کوشاں رہتی ہیں تاہم ایک بات واضح ہے کہ بیمہ پالیسی خواہ تاحیات ہو خواہ محدود مدت کے لیے ہو وہ سود کی بُو سے خالی نہیں ہے۔ چنانچہ بیمہ پالیسی اپنائے جانے والی پالیسی کی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے تاکہ سودی کاروبار کے فروغ میں کردار ادا کرنے والوں کی فہرست میں نام نہ آئے۔

اہل علم و دانش کے ہاں اس موضوع پر کافی بحث و مباحثہ اور مذاکرات ہوتے رہے ہیں لیکن ان مذاکرات وغیرہ کے سو فیصد مثبت نتائج یا سو فیصد نتائج پر اتفاق کلی کی صورت دیکھنے میں نہیں

آ سکی۔ تاہم بیمہ پالیسی اپنانے کی حوصلہ شکنی اس کی حوصلہ افزائی کی نسبت زیادہ اہم ہے تاکہ الزام تراشی کی زد سے باہر رہا جا سکے۔

سوال نمبر 6: ملازمت کے دوران فرض نماز کی بجا آوری کے لیے ملازم کو چھٹی نہیں دی جاتی تو اُسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب نمبر 6: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo فرائض کی بجا آوری کے لیے چھٹی نہ ملنے کی صورت میں ملازم کو شرعاً وقت مشترک کی سہولت حاصل ہوگی۔ لہٰذا ایسے ملازم ظہرین کو جمع تقدیم یا جمع تاخیر کی صورتوں میں سے جس صورت کو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ اسی طرح سے مغربین کو بھی جمع تقدیم یا جمع تاخیر میں سے جس صورت کو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ چھٹی نہ ملنے کا بہانہ تراش کر نماز کو ترک کرنے کی شرعاً گنجائش نہیں ہے۔

سوال نمبر 7: فرائض کی اجتماعی ادائیگی کے بعد سنن اور نوافل کی ادائیگی کے لیے جگہ کی تبدیلی ضروری ہے یا نہیں؟ (سائل افتخار حسین بلغاری)

جواب نمبر 7: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جگہ کی تبدیلی شرعاً ضروری نہیں۔ ایسا کرنے میں شرعاً کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

سوال نمبر 8: اپنے مرحوم رشتہ داروں کو ایصالِ ثواب کے لئے سورۃ یٰسین کی تلاوت کیسی ہے؟ (سائل شہاب الدین بلغاری)

جواب نمبر 8: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo ایصال ثواب کے لیے ایسا کرنا بالکل درست اور باعث ثواب ہے۔

سوال نمبر 9: کسی مسلم کے لیے عمرہ کے اخراجات کوئی غیر مسلم برداشت کرے تو عمرہ کی بجا آوری درست ہو سکتی ہے؟ (سائل ساجد اشرف بلغاری)

جواب نمبر 9: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo ایسا موقع ہو تو شرعاً عمرہ کی بجا آوری درست ہوگی۔

اُمید ہے کہ سائلین حضرات ان جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

☆ ✿ ☆ ✿

بقیہ اسلام کا پیغام صلح و آشتی

اضطراب نفس اور بے یقینی کے سوا کچھ نہیں۔ اس سے دلوں میں نفاق و نفرت پیدا ہوتی ہے۔ منافق نفاق و نفرت کا منبع ہوتا ہے اس کا کام اہل ایمان میں منافرت پھیلاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے۔ 'منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو زمین کے گڑھے میں گری ہوئی ہو اور اس کی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کدھر جائے'۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اکثر اہل علم وعرفان جدل فی الدین سے منع فرماتے ہیں۔ منافق کا دل اخلاص سے عاری ہوتا ہے اور استقامت فکر کے لئے اخلاص کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ فکر میں استقامت اور مزاج میں استقلال تب پیدا ہو سکتی ہے کہ دل میں اخلاص کی دولت کی فراوانی ہو نفس جب تک طلب حقیقت کے لئے وقف نہ ہو جائے تب تک قلب میں اخلاص کا جذبہ پیدا ہونا مشکل ہے۔ بلاشبہ جس دل میں اخلاص جیسی دولت کی فراوانی ہو اس میں ہوا وہوس اور نفسانیت کے آثار کالعدم ہو جاتے ہیں بلکہ وہ نفس پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ استنباط مسائل کے سلسلے میں اختلاف رونما ہو سکتا ہے۔ مگر فقہی اختلافات حیات فکری کی دلیل ہے۔ جس سے ذہن میں لطائف علمی کے گلہائے رنگارنگ کھلنے لگتے ہیں۔

قارئین گرامی! میری ناقص عقل ورائے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ غیرت تو لڑنے میں ہے لذت تو لڑانے میں ہے دولت تو نفرت پھیلانے میں ہے اور شہرت دوسروں کو زیر کرنے میں ہے۔ جاہل تو کہے گا کمال ایمان اسی میں ہے ناداں سمجھے گا زور جوانی تو کشتی میں ہے اور دین تو دھینگا مشتی میں ہے۔

نہیں نہیں ہرگز ایسا نہیں عاقل ودانا، عالم وعارف، مصلح و دانشور ایسی باتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کیونکہ یہ نادانی ہے مفلسی ہے جہالت ہے یہ سوچ سفلی ہے اور یہ خیال بے ہودہ ہے۔

آیئے اسلامی تعلیمات کی روشن خیالی اور تصوف کی شفاف مثالی کو دیکھ لیجیے۔ ایک دفعہ نبی پاکؐ نے صحابہ سے دریافت کیا کہ پہلوان تم کس کو کہتے ہو تو صحابہ نے عرض کیا جس کو لوگ کشتی میں

پچھاڑ سکیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں یہ پہلوان نہیں ہے پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے۔

حضرت امیر المومنین شیر خدا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کی ابتداء وہ خواہشات نفسانی ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ احکام ہیں۔ جو خود سے ایجاد کئے گئے ہوں اور جن میں کتاب الٰہی کی مخالفت کی جاتی ہے۔ (نہج البلاغہ)

حضور رسالت مآبؐ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ وہ رحمت العالمین جس نے ملکوں کی دوری، اقوام کی بیگانگی، رنگوں کا اختلاف اور زبانوں کا تباین دور کر کے سب دلوں کو ایک کر دیا۔ ہر دل میں ایک ولولہ ہر دماغ میں ایک ہی تصور ہر زبان پر ایک ہی کلمہ جاری کر دیا۔

سرور دو عالمؐ نے مسلمان تو مسلمان کسی کافر پر بھی بلاوجہ ظلم وتشدد سختی و درشتی اور جبر و کراہ کو پسند نہیں فرمایا بلکہ خدائی تعلیم کا اس انداز میں اعلان فرمایا لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (سورۃ البقرہ:۲۵۶)

دین کے معاملے میں کسی پر بھی جبر و اکراہ جائز نہیں ہے تحقیق، ہدایت اور گمراہی میں فرق واضح ہو گیا۔

دین کے معاملے میں آپؐ ہمیشہ نرم گوشہ رکھتے تھے بلکہ آپؐ کی زندگی صلح کل کی دعوت و پیغام میں گزری۔ سرور دو عالمؐ اہل کتاب کو بھی دعوت اتحاد دیتے رہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یا ایھا الناس تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم و ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا۔ (ال عمران)

اے لوگو! ایک موزون کلمہ اتحاد کی طرف آجاؤ جس پر ہم اور تمہارے درمیان صلح ہو سکے اور یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

آپ کی سیرت میں کئی معاہدے ملیں گے جن میں کبھی مختلف قبیلوں کے ساتھ کبھی یہودیوں کے ساتھ کبھی عیسائیوں کے ساتھ اور کبھی مکہ والوں کے ساتھ صلح کے شرائط ہوئے ہیں اور صلح حدیبیہ جیسا تاریخی معاہدہ ہوا جس کے بعد اگرچہ بعض مسلمانوں میں بے چینی بڑھی مگر اسلام کا پیغام اس کائنات کے لئے رحمت اور نعمت ثابت ہوا۔ چنانچہ آپؐ اپنے آخری خطبہ میں جسے تاریخ خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے پکارتی ہے فرماتے ہیں کہ:

''لوگو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرمت والی ہیں جیسا کہ آج کے دن کی، اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ خبردار تم میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔''

میں ذاتی طور پر اہل حق وصفا کے مشن کی تائید کرتا ہوں اور دین و دنیا کے مقاصد کے حصول کے لئے منظم اور مربوط انداز سے تحریک جاری رکھنے کی استدعا کرتا ہوں۔

سب سے زیادہ اشاعتی اداروں، تعلیمی مراکز اور عوامی سطح پر گامزن شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ تنظیموں کے نمائندوں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ ہر ہر حال میں اپنی مرکزیت کی لاج رکھیں اور اجتماعیت کی بحالی کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے امن و امان، صلح و آشتی کے اصولوں پر عمل پیرا رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

❁☆✿☆❁

ضروری اطلاع

تمام سائلین سے گزارش ہے کہ اپنے سوالات صاف اور واضح الفاظ میں علیحدہ کاغذ پر لکھ کر ارسال کریں۔ نامکمل اور مضامین کے ساتھ ایک ہی کاغذ پر لکھے گئے سوالات کا جواب دینا ممکن نہیں ہے۔

(ادارہ)

اخبار تصوف

دُنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ ایم شاہین

سالانہ تقریب تقسیم انعامات اور عید ملن پارٹی

۱۵ مارچ بروز اتوار کو مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد میں سالانہ تقسیم انعامات اور عید ملن پارٹی کے سلسلے میں سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار میں انجینئر غلام حسن مہمان خصوصی، صدر محفل محمد موسیٰ صدر انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ جبکہ جج کے فرائض محمد یوسف نوری انجام دیے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض معلم ظفر علی آخوند نے ادا کیے۔ سیمینار میں مہمانوں اور کثیر تعداد میں طلباو طالبات نے شرکت کی۔ عید ملن پارٹی میں نعت، تقریر اور روانی سبق کا مقابلہ تھا۔ نعت میں نادیہ امین اینڈ ہمنوا اور شاہدہ بتول، تقریر میں کوثر اسحاق اور ایاز حسن جبکہ روانی سبق میں ہیرا بانو اور عقیلہ بتول نے بالترتیب پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کی اور انہیں انعامات سے نوازا گیا۔ سیمینار میں انجینئر غلام حسن، سید شہاب الدین، غلام حسن صفی، صدر محمد موسیٰ، اشرف حسین، غلام محمد شاہین، محمد یوسف نوری، غلام حسین سادہ اور معلم محمد نواز علی نے تقریر کی۔

سالانہ تقسیم انعامات کے سلسلے میں ہفتہ وار ٹیسٹ میں نادیہ امین نے پہلی، نائیلہ بتول نے دوسری جبکہ کوثر اسحاق نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ سالانہ حاضری میں نازیہ یوسف نے پہلی، حبیبہ امین نے دوسری اور ذوالقرنین یوسف نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ تمام ہونہار طلبہ وطالبات کو انعامات سے نوازا گیا۔ آخر میں سید شہاب الدین صاحب نے دعائیہ کلمات کے ساتھ محفل کو اختتامی شکل دی۔ مہمانوں کیلئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی تھا۔

رپورٹر: معلم ظفر علی آخوند

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ عوامی کالونی کورنگی کراچی میں اعتکاف نشینی کا روح پرور محفل

22 مارچ 2008 (24 ربیع الاوّل) کو جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ عوامی کالونی کورنگی کراچی میں ایک روزہ اعتکاف نشینی کی محفل ہوئی۔ جس کی سربراہی بوا غلام علی سلینگ نے کی۔ اس محفل میں کثیر تعداد میں فرزندانِ توحید نے شرکت کی۔ اعتکاف نشینی کے اختتام پر ایک تقریب بھی ہوئی۔ معتکفین کے استقبال کے لئے محمود آباد، منظور کالونی، گلشن اقبال، منگھوپیر، کورنگی کراسنگ اور شہر کے دوسرے علاقوں سے شمع تصوف کے پروانوں کی کثیر تعداد نے اس میں شرکت کی۔ دعائیہ کلمات میں مسلک حقہ کی ترقی، سربلندی، نوجوانوں میں علم ومذہبی شعور اور مملکت خداداد پاکستان کے استحکام و سلامتی کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ تقریب کے اختتام پر کھانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

خادم حسین بیگ سرینگی

سکریٹری نشرواشاعت

❁☆❁☆❁

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کا تعزیتی اجلاس

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کا ایک تعزیتی اجلاس مورخہ یکم مئی 2009ء بعد از نماز جمعہ محمد موسیٰ صدر انجمن کی زیر صدارت علی پور اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں انجمن کی کابینہ، مشاورتی کونسل کے ممبران، جنرل ممبروں اور مدرسہ شاہ ہمدان

علی پور کے اساتذہ اور اسٹوڈنٹس کے علاوہ عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس میں ڈپٹی سپیکر ناردرن ایریا قانون ساز کونسل سید اسد زیدی و دیگر شہداء، غلام نبی بلغاری اور ایس ایم فدا علی کے بھائی ابراہیم کی وفات پر گہرے رنج وغم اور دکھ کا اظہار کیا۔ اجلاس میں مرحومین کی بخشش اور مغفرت کے لئے اجتماعی فاتحہ خوانی کی گئی اور لواحقین کیلئے صبر وشکر اور استقامت پر زور دیا۔ اجلاس میں حکومت سے شمالی علاقے کے امن کو تباہ کرنے والے سازشی عناصر کو سرکوبی اور سید اسد زیدی کے قاتلوں کی جلد گرفتاری کا بھی مطالبہ کیا۔

غلام محمد شاہین علی پور اسلام آباد

ادبی کونسل شاہ سید سٹوڈنٹ ہاسٹل راولپنڈی کی سہ ماہی کارکردگی

شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی کے طلباء نے تین رکنی ادبی کونسل کا قیام عمل میں لانے کے بعد برکت علی صدر ادبی کونسل کی زیر سرپرستی ہاسٹل میں تعلیمی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے بہت تعمیری کام سرانجام دیے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے قوانین وضع کیے گئے۔ اور ان پر سختی سے عمل پیرا کرانے میں زور دیا گیا۔ جس میں پانچ وقت نماز باجماعت، ماہوار تقریب، طلبا کا رات کو متعین وقت سے پہلے سونا جیسے اہم قوانین پر سختی سے عمل درآمد کروایا۔ عدم پیروی والے طلباء پر جرمانہ بھی عائد کیا۔

سہ ماہی مدت کے دوران ادبی کونسل نے چھ پروگرام منعقد کروائے۔ پہلا پروگرام Best Student of the Month کے اعزاز میں ہوا۔ مہمان خصوصی جی ایچ معروفی تھے۔ دوسرے پروگرام میں مہمان خصوصی مفتی اعظم علامہ علی محمد حادی تھے۔ تیسرے کے مہمان خصوصی مقبول احمد ایڈووکیٹ تھے۔ ربیع الاول کی مناسبت سے شاندار محفل میلاد "ذکر مصطفیٰ" کے نام سے منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی مولانا محمد محسن علی سرسوی تھے۔ ہاسٹل کی نئی بلڈنگ میں شفٹنگ کے بعد لیفٹننٹ ذاکر صاحب مہمان خصوصی تھے ایک پروگرام ہوا جس میں انہوں نے طلباء کو مستقبل کی حکمت عملی وضع کرنے اور امتحانی پرچہ جات حل کرنے کے طریقے بتائے۔ انہوں نے ڈسپلن پر بھی زور دیا۔ ہاسٹل کے طلباء میں Confidence Building اجاگر کے لئے جناب انجینئر کیپٹن محمود صاحب کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ انہوں نے ایک ہفتہ طالب علموں کو اس حوالے سے انتہائی مفید لیکچرز دیے۔ کونسل نے سابقہ وارڈن محمد یوسف کے اعزاز میں ایک رخصتی پارٹی بھی دی۔

رپورٹ: محمد خان شگری

شاہ سید اسٹوڈینٹس ہاسٹل راولپنڈی

غورسے میں اتحاد صوفیہ ویلفیئر آرگنائزیشن کا قیام

اپریل 2009ء کو غورسے رائیشہ میں عمائدین رائیشہ کی کافی محنت اور جدوجہد کے بعد اتحاد صوفیہ ویلفیئر آرگنائزیشن کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد نوربخشی بھائیوں کو منظم کرنا، فلاحی مقاصد کے لئے کام کرنا اور اہم دینی اور دنیاوی امور میں متفقہ فیصلہ کرنا ہے۔ سماجی شخصیت موسیٰ خان کو صدر، عبداللہ نائب صدر، آخوند فدا حسین جنرل سیکریٹری، صوفی محمد جوائنٹ سیکریٹری، محمد باقر دلشاد پریس سیکریٹری، غلام نبی پردتی پروپیگنڈہ سیکریٹری اور مھدی فیروز کو چیف آرگنائزر منتخب کیا گیا ہے۔

رپورٹ: مھدی فیروز

غورسے رائیشہ

انجمن فلاح و بہبود سرموں ترکری گون کراچی کا سالانہ اجلاس

انجمن فلاح و بہبود سرموں ترکری گون کراچی (رجسٹرڈ) کا سالانہ جنرل باڈی اجلاس 5 اپریل 2009ء کو کراچی میں زیر صدارت غلام حسین عاشقی منعقد ہوا۔ اس میں بزرگوں اور نوجوانوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس میں جنرل سیکرٹری ریاض حسین نے سالانہ

آمدن و اخراجات کا گوشوارہ اور کارکردگی رپورٹ پیش کی۔ صدر غلام حسین عاشقی نے اپنے خطاب میں تمام اراکین اور نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا اور اتحاد و اتفاق پر زور دیا۔ اجلاس سے مہمان خصوصی حاجی عبدالکریم ڈی سی اور حاجی محمد علی سعید نے بھی خطاب کیا۔ اگلے دو سالوں کے لئے متفقہ طور پر درج ذیل کابینہ کا انتخاب کیا۔

۱۔ عبدالحکیم عسکری صدر ۲۔ محمد جان نائب صدر ۳۔ ریاض حسین جنرل سیکریٹری ۴۔ محمد ابراہیم ساجن نائب جنرل سیکریٹری ۵۔ غلام محمد آزاد فنانس سیکریٹری ۶۔ محمد حسن حسرت نشرو اشاعت سیکریٹری ۷۔ آخوند عبدالرحیم سیکریٹری اجلاس

رپورٹ: محمد حسن حسرت
نشرو اشاعت سیکریٹری

نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ شاہ ہمدان ہاسٹل منگھوپیر کراچی کا اجلاس

مورخہ 19 جنوری 2009ء کو نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ شاہ ہمدان ہاسٹل منگھوپیر کراچی کا ایک اجلاس مجاہد ملت اقبال یوسف کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں نوجوانوں نے بھرپور شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا سعادت قاری احمد رضا نے حاصل کی۔ تمام مقررین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے نوائے صوفیہ کے سویں شمارے پورے ہونے پر تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ و کارکنان نوائے صوفیہ اور خصوصاً ابوالعرفان حضرت علامہ محمد بشیر کو مبارک باد پیش کی۔ اجلاس میں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ منگھوپیر کی تعمیر و توسیع کے بعد اس قیمتی جریدے کو جاری وساری رکھنے کے لیے مالی وسائل جمع کرنے کا متفقہ فیصلہ بھی کیا گیا اور تمام نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سے اپیل کی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں سے عطیات وصول کرکے جریدے کو مضبوط بنائیں۔

رپورٹ: محمد ابراہیم کھرکوی وشاہنواز علی ڈم سی

ایجوکیشنل ڈیویلپمنٹ سوسائٹی سرموں پائین کا قیام

8 فروری 2009 کو کراچی میں مقیم سرموں پائین کے طلباء نے عہد حاضر میں تعلیم کی اہمیت اور افادیت کو دیکھتے ہوئے اور مستقبل میں طلباء کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو سامنے رکھتے ہوئے نیز ماضی میں طلباء کے ساتھ پیش آنے والے صبر آزما مسائل سے سبق لیتے ہوئے فروغ تعلیم کے لئے ایجوکیشنل ڈیویلپمنٹ سوسائٹی سرموں پائین کے نام سے ایک مضبوط پلیٹ فارم تشکیل دیا ہے۔ یہ تنظیم نہ صرف تعلیمی سلسلے میں طلباء کی رہنمائی اور ان کے روشن مستقبل کی راہ میں حائل چیلنجوں اور مشکلات کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی بلکہ حصول تعلیم کے سلسلے میں ہر ممکن اقدامات اور معاونت بھی دی جائے گی۔ نو منتخب کابینہ کے ممبروں غلام حسین نوید صدر، نثار علی جنرل سیکریٹری، فیاض حسین فنانس سیکریٹری، غلام نبی شاہین سکریٹری نشرو اشاعت، محمد حسن حسرت سیکریٹری بزم اور جہانگیر حسین محبوب سیکریٹری اجلاس سے قاری محمد ابراہیم نے حلف لیا۔ نومنتخب صدر نے ایجوکیشنل ڈیویلپمنٹ سوسائٹی سرموں پائین کی حال، مستقبل میں اہمیت، ضرورت اور افادیت پر روشنی ڈالی۔

رپورٹر: غلام حسین نوید کراچی

بروس بلغار میں سہ روزہ اعتکاف نشینی کے اختتام پر عظیم الشان جلسہ

بلغار بروس میں ہر سال کی طرح امسال بھی نوجوانان بروس کے زیر اہتمام سہ روزہ اعتکاف نشینی کی محفل منعقد ہوئی اور اختتام پر ایک عظیم الشان جلسہ بھی منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت ایجوکیشن افیسر مولانا عبدالرحیم کرخی نے کی جبکہ مہمان خصوصی مولانا محمد انور تھلوی جلوہ افروز تھے۔ اسٹیج سکریٹری کے فرائض سابق جنرل سیکریٹری NYF اسلام آباد، راولپنڈی نور علی بلغاری نے سرانجام دیے۔ محفل کا آغاز سید ریاض نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اس کے بعد نعت اور قصیدہ پیش کیا گیا۔ پھر مقررین مولانا علی خان بلغاری، مولانا نور علی بلغاری،

مولانات ماسٹر بشیر چھلوی، مولانا علی محمد محمدی سرموی، بوا حسن چھلوی، بوا حسین چھلوی نے تقریریں کیں۔ تقاریر کا نچوڑ اعتکاف کے ذریعے عمل اور ریاضت تھا۔ اس کے علاوہ NYF کی اہمیت اور نوائے صوفیہ کی ترقی و ترویج اور نشر و اشاعت محور پر بھی زور دیا گیا۔ محفل سے مہمان خصوصی مولانا محمد انور تھلوی اور صدر جلسہ مولانا عبدالرحیم کرخی نے پر زور خطاب کیا۔

رپورٹر: نور علی بلغاری

خشو بلغار میں تین روزہ اعتکام کا اہتمام

یکم فروری ۲۰۰۹ء کو بلغار خشو میں تین روزہ اہتمام اعتکاف نشینی کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں معتکفین کی بڑی تعداد نے شرکت فرمائی اعتکاف نشینی کی پہلے دن ۱۵ افراد جبکہ دوسرے دن ۲۰ افراد اور آخری دن ۳۰ معتکفین نے شرکت کی۔ اعتکاف کا نگران ہیڈ ماسٹر محمد بشیر صاحب ہائی سکول نمبر ۲ چھلو تھے اس اعتکاف کے پر رونق جلسے میں بلغار کے علاوہ گانچھے کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے جید علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ اس پر وقار جلسے کا صدارتی خطبہ جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب نے دیا۔ اور مہمان خصوصی جناب سید ذاکر صاحب انسپکٹر سکولز گانچھے تھے۔ علمائے کرام نے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

اس پر وقار محفل کے سٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب نائب میر واعظ خانقاہ معلی بلغار سید صادق علی شاہ نے انجام دیے۔ تلاوت کلام پاک کا شرف مولانا محمد عارف صاحب کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد موسیٰ علی ترکھان خشو نے نعت مقبولؐ پیش کی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حمد باری تعالیٰ محمد بشیر خوو کھانے پیش کی۔ اعتکاف کے متعلق نظم نور علی نوردین نے پیش کی۔ ذاکر حسین ذاکری خشو نے ایک قصیدہ پیش کیا۔

آخر میں جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب نے دعائیہ کلمات کے ساتھ اس پر وقار مجلس کا اختتام کیا۔

رپورٹر: نور علی نوردین خشو
معلم مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

NYF ایبٹ آباد یونٹ کی تقریب حلف برداری

آج مورخہ ۲۴ اپریل ۲۰۰۹ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ سرپرست اعلیٰ جناب سید انور حسین صاحب سوشل ویلفیئر آفیسر کے زیر نگرانی مون بوائز ہاسٹل ایبٹ آباد میں ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ایبٹ آباد شہر میں زیر تعلیم نوربخشی طلباء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، ان کی تعلیمی مسائل کو حل کرنا، خصوصاً نئے آنے والے طلباء کو درپیش مسائل، نماز جمعہ کا قیام، NYF ہاسٹل کو زیر غور لایا گیا اور گذشتہ تین مہینوں سے نماز جمعہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اس موقع پر NYF ایبٹ آباد یونٹ کی کابینہ کا انتخاب ہوا اور تقریب حلف برداری میں درج ذیل عہدیداران سے حلف لیا گیا۔

۱۔ سید انور حسین سرپرست اعلیٰ ۲۔ محمد یوسف چھلوی صدر
۳۔ ڈاکٹر رحیم عباس سینیر نائب صدر ۴۔ عبدالجبار چھلوی نائب صدر
۵۔ ڈاکٹر ایاز بٹ جنرل سیکریٹری ۶۔ زاہد حسین بلغاری سیکریٹری نشر و اشاعت ۷۔ شبیر حسین ڈوغنی سیکریٹری فنانس ۸۔ ڈاکٹر محمد اقبال چھوربٹی سیکریٹری انفارمیشن

آخر میں دعائیہ کلمات کے ساتھ اجلاس کو برخاست کیا گیا۔

نئے آنے والے طلباء داخلے کی رہنمائی کے لئے ان نمبروں پر رابطہ کریں۔

۱۔ زاہد بلغاری 03439445659
۲۔ محمد یوسف 03235308571
۳۔ شبیر حسین 03135819713
۴۔ عبدالجبار 03235305887

رپورٹر: زاہد حسین بلغاری
سیکریٹری نشر و اشاعت

خوو کھا اور کرابہ تھنگ بلغار میں سہ روزہ اعتکاف

مسجد صوفیہ نوربخشیہ خوو کھا اور کرابہ تھنگ میں سہ روزہ اعتکاف و خلوت نشینی کے پروگرام ہوئے جن میں بالترتیب ۳۵ اور ۲۷

خوش نصیبوں نے شمولیت کا شرف حاصل کیا معتکفین کی راہنمائی اور نگرانی کا فریضہ بالترتیب مولانا عبدالحمید اور فقیر حسین آف گلشن کبیر نے سرانجام دیا پروگرام کے اختتام پر عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوئے جن میں بلغار اور ڈوغنی بجر کے علماء، سرکردگان اور ہزاروں عوام نے شرکت کی۔ غوو کھا جلسے کی صدارت مولانا عبدالسلام حیدری نے کی جبکہ کریلہ تھنگ جلسے کے صدر مولانا فقیر ابراہیم صاحب تھے۔ مہمان خصوصی کی نشست پر دونوں جگہ مولانا مراد علی نوری جلوہ افروز تھے۔ جلسے کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبولؐ سے ہوا بعدازاں علمائے کرام نے اعتکاف کی حقیقت، ذکر وفکر کے فضائل، نماز کی اہمیت، محبت وعشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کربلائے معلی میں حضرت امام حسینؑ اور ان کے جانثاروں کی شہادت اور اس میں پنہاں حکمت اور فلسفے پر روشنی ڈالی جن علمائے کرام نے ان جلسوں میں شرکت فرمائی ان میں راقم کے علاوہ مولانا محمد حسین تھلے، مولانا حافظ محمد انور بلغاری، مولانا عبدالحمید تھلو، مولانا عبدالسلام حیدری پچھن، مولانا مراد علی نوری کریس، مولانا شیر علی براہ، الحاج فقیر ابراہیم اور مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے دو طلباء مولانا محمد امین اور مولانا محمد اکبر شامل تھے۔

مدرسہ شاہ ہمدان کے دونوں طلباء نے ایسی دلنشین اور اچھی تقریر کی کہ جس سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے اور وہ نعرہ ہائے تحسین سے ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور دونوں کو خوب نقد انعامات سے نوازتے رہے اور موقع پر مدرسہ شاہ ہمدان کے لئے تقریباً دس ہزار روپے کا چندہ دیا گیا۔ آخر میں مولانا مراد علی نوری کی پرسوز دعاؤں کے ساتھ جلسوں کا اختتام ہوا۔

❁☆✿☆❁

موت العالم موت العالم

17 مئی 2009ء کو ایران کے عظیم عارف، مجتہد عالم حضرت آیت اللہ العظمیٰ محمد تقی بہجت تقریباً 93 سال کی عمر میں اس دارفانی سے رحلت فرماگئے۔ آیت اللہ بہجتؒ ایک عظیم عرفانی عالم، اور مرجع تقلید تھے۔ آقائے بہجتؒ نے دنیائے اسلام کے جید علماء سے تعلیم پائی اور اپنی پوری زندگی عرفانی انداز سے گزاری۔ آقائے تقی بہجتؒ روحانی ارتقاء کے لئے جہاد اکبر یعنی تزکیہ نفس اور علم دونوں کو ایک دوسرے کے لئے لازمی قرار دیتے تھے۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ تعلیم بغیر تزکیہ زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ جہاد بالنفس پر خطابات آپ کے درس کا لازمی حصہ رہا۔ آپ کے شاگردوں کے مطابق آقائے بہجتؒ خصوصاً راتوں کو خلوت نشینی، مراقبہ اور اشراق میں محو رہتے تھے۔ اسلامی تصوف میں ذوق وشوق، جذب وگداز اور خضوع وخشوع عبادات کی روح تصور کی جاتی ہیں۔ آقائے بہجتؒ سوز گداز اور خضوع وخشوع کی ایک زندہ مثال تھے وہ اکثر دوران نماز قرأت میں گلوگیر اور اشکبار ہوجاتے۔ شاید ایسے ہی بزرگوں کے بارے میں اقبالؒ نے کہا تھا ؎

تجھ سے ہوا آشکار بندہ مؤمن کا راز
اس کے دلوں کی تپش، اس کی شبوں کے گداز
اس کا مقام بلند، اس کا خیال عظیم
اس کا سرور، اس کا شوق، اس کا نیاز اس کا ناز

میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے اس عظیم عارف کی رحلت پر عالم اسلام اور آپ کے تمام معتقدین کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ مرحوم کی درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو بھی آقائے بہجتؒ کی جیسا سوز وگداز نصیب کرے۔ آمین

رپورٹر: ذاکر حسین ذاکر

AKU-IED Karachi

❁☆✿☆❁

حُسنِ کارکردگی

نادیہ امین دختر محمد امین نے مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد سے سال ۲۰۰۸ کے ہفتہ وار ٹیسٹ (کل ۵۰) میں سے 85% نمبر لے کر پہلی پوزیشن حاصل کی۔ طالبہ ہذا نے اپنے سکول کے کام کے علاوہ مدرسے سے اوراد عصریہ، اوراد فتحیہ، اوراد صبحیہ اور سورہ یٰسین بھی حفظ کرلی ہے۔ مدرسہ میں بہترین ماحول کے ساتھ

دینی تعلیم اور دعائیں حفظ کرنے کا خاص انتظام ہے۔

رپورٹر: معلم ظفر علی آخوند

❁☆✿☆❁

طالبہ کا اعزاز

کوثر اسحاق نے سالانہ امتحان ۲۰۰۸ء، کلاس ہشتم، ایف جی گرلز ہائر سیکنڈری سکول ہنجگراں علی پور اسلام آباد سے اپنی کلاس میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ وہ شروع سے کلاس میں اول آتی رہی ہے۔ یاد رہے کہ ان کا مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ علی پور کی قابل ترین طالبات میں شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے مدرسہ سے اوراد خمسہ، اوراد عصریہ، اوراد فتحیہ اور اوراد صبحیہ کے علاوہ سورہ یٰسین اور سورہ رحمٰن بھی حفظ کر لی ہے۔

رپورٹر: محمد اسحاق تھلوی

❁☆✿☆❁

طالبہ کا اعزاز

ام بتول دختر یعقوب تھلوی نے پی اے ای سی جونیئر ماڈل سکول میانوالی سے جماعت پنجم کے سالانہ امتحان میں 94% نمبر لے کر اپنی کلاس میں پہلی اور سکول میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ انہوں نے اس کامیابی کو والدین کی دعاؤں کا نتیجہ قرار دیا۔ ام بتول مستقبل میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہے۔

رپورٹر: محمد اسحاق تھلوی

❁☆✿☆❁

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کراچی منگھوپیر یونٹ کا قیام

جمعۃ المبارک ۱۰ اپریل ۲۰۰۹ء کو NYF منگھوپیر یونٹ کراچی کی تقریب حلف برداری جامع مسجد شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ منگھوپیر میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں کثیر تعداد میں نوربخشی بزرگوں اور نوجوانوں نے شرکت کی۔ مقررین نے NYF کو مزید فعال اور موثر بنانے کے لئے عملی اقدامات اور مفید مشوروں سے نوازا۔ تقریب میں مندرجہ ذیل نومنتخب کابینہ سے حلف لیا گیا۔ محمد ابراہیم صدر، فدا علی نائب صدر، علی خان جنرل سیکرٹری، عنایت علی عائف پریس سیکرٹری، نذیر حسین رابطہ سیکرٹری اور شجاعت علی کریمی فنانس سیکرٹری۔

رپورٹر: اقبال یوسف تصوفی

❁☆✿☆❁

خانقاہ معلی سینو کی مرمت کا کام اور لوگوں کی خدمات

خانقاہ معلی انتہائی پرانی ہونے کی وجہ سے مرمت ناگزیر تھی۔ تاہم جید عالم دین جناب سید ناصر حسین صاحب کی ولولہ انگیز قیادت میں یہ کام اب بڑے پیمانے پر جاری ہے۔ مذہب کی ترقی کے لئے ان کی گراں قدر خدمات قابل ستائش ہیں۔ اس عظیم کام میں عوام الناس کی خدمات اور ایمانی جذبے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق قولی، فعلی اور مالی لحاظ سے اس کی امداد کی۔ ہم سب کی اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرما اور انہیں اجر عظیم عطا فرما۔ آمین!

رپورٹر: محمد حسین راہی ڈگری کالج سکردو

❁☆✿☆❁

بقیہ قارئین کے خطوط

❁ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نوائے صوفیہ کو عاقبت سے رکھے نوائے صوفیہ کے لیے پہلی بار خط لکھ رہا ہوں اُمید ہے کہ نوائے صوفیہ میں ضرور میرا خط شائع کریں گے۔ نوائے صوفیہ ہی نوربخشیوں کے لیے ایک وسیلہ ہے جس کے ذریعے ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو جاسکتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ نوائے صوفیہ دن دگنی رات چگنی ترقی کرے۔ آمین!

(محمد شریف شاہد قمرپا ہائی سکول براہ)

❁ تمام کارکنان نوائے صوفیہ آفرین کے مستحق ہیں۔ نوائے صوفیہ جگہ جگہ اہل حق کی آواز پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے مزید کوششیں درکار ہیں۔ اس سلسلے میں ہم بھی جان کی بازی لگائیں گے۔

(محمد تقی عاصی تیمورزئی افغان بارڈر کوئٹہ)

❁ نوائے صوفیہ کا سواں شمارہ شائع ہونے پر تمام کارکنوں خاص طور پر علامہ محمد بشیر صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

(اقبال یوسف منگھوپیر کراچی)

❁☆✿☆❁

پیغاماتِ تہنیت

ڈائمنڈ جوبلی پیغامات

این وائی ایف

علامہ غلام حسن حسنو کا پیغام

مجھے اس اطلاع سے دلی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارا محبوب رسالہ ایک سو شماروں کی تکمیل پر ڈائمنڈ جوبلی منا رہا ہے۔ میں ان تمام مضمون نگاروں، مالی اعانت کرنے والوں، بانیوں، مشیروں اور قارئین کو اس پرمسرت موقع پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں، جن کی ان تھک محنت اور بے لوث خدمت نے اس صدی میں ایک ایسا معجزہ کر دکھایا جو اس مادی دور میں ممکن ہی نہیں وہ یہ کہ مجلّہ نوائے صوفیہ کو کسی سرکاری امداد یا عوامی چندے کے دفتر، عملہ سمیت چلایا اور لاکھوں کے اخراجات برداشت کیے اور یہ سارا کام فی سبیل اللہ سرانجام دیا۔ اور بین الاقوامی شہرت کا حامل بنادیا۔ اس کے سوا بلکہ ایک سو گیارہ شمارے نکلنا، دنیا کے گوشے گوشے میں مسلک نوربخشیہ کا تعارف پہنچانا اور قلم و قرطاس سے الرجک قوم کو قلم کا دھنی بنانا خواہ کوئی مانے یا نہ مانے میرے نزدیک نادر الوقوع امر اور معجزہ ہے۔

غالباً یہ ۱۹۷۶ کی بات ہے دن اور تاریخ یاد نہیں اس وقت میں لاہور میں اور ڈاکٹر غازی نعیم فیصل آباد میں زیر تعلیم تھا ہم اسلام آباد میں قیام کے دوران ایک رسالے کے اجرا کے خواب دیکھتے تھے۔ ایک دن ہم دونوں نے رسالہ جاری کرنے کی ٹھان لی۔ باہمی مشورے سے طے پایا کہ شمیم بلتستانی سے مشورہ لیں۔ ہم دونوں کے والدین سے شمیم صاحب واقف تھے اس طرح وہ ہم سے گھل مل گئے۔ پھر ہم نے حرف مدعا بیان کیا تو شمیم صاحب ہماری تعلیم پوچھنے لگے اس وقت میں انٹر اور غازی نعیم میٹرک کا طالب علم تھا۔ پھر رسالے کا نام پوچھا اس وقت ہمارے ذہن میں کوئی نام موجود نہیں تھا۔ اس لئے ہم نے انہیں کوئی موزون نام دینے کی درخواست کی۔ انہوں نے رسالے کے اجرا کے لئے سرمائے کے بارے میں پوچھا۔ اس وقت ہماری جیبوں میں کرایہ آمدورفت سے زیادہ رقم نہ ہوتی تھی چنانچہ شمیم صاحب نے ہمیں مشورہ دیا کہ جب تم لوگ گریجویشن کرلو اور کم از کم ۵۰ ہزار روپے کا سرمایہ جمع کرلو تب آنا میں نام بھی بتاؤں گا اور مشورے بھی دوں گا۔ شمیم صاحب کے اس جواب سے ہمیں اپنی ''وقعت'' کا احساس تو ضرور ہوا لیکن رسالہ جاری کرنے کا خبط ہمارے ذہنوں سے نہ نکلا۔ اسی دوران میں ملازمت کے بندھن میں بندھ گیا اور مستقل بلتستان میں رہنا پڑا اور غازی نعیم صاحب چین چلے گئے خط و کتابت اور ملاقاتوں میں مجلّے کا خواب جاری رہا۔ اسی دوران علامہ محمد بشیر صاحب مستقل طور پر اسلام آباد منتقل ہوئے اور نعیم صاحب بھی۔ چنانچہ انہوں نے نوائے صوفیہ کے نام سے یہ کار نیک شروع کر دیا پہلے اور دوسرے شمارے کی انہوں نے خود ہی کتابت کی۔ پانچویں شمارے سے میں بھی جا شامل ہوا تب سے اب تک میں اس سے منسلک ہوں اور نعیم صاحب بھی میدان سنبھالے ہوئے ہیں۔

غلام حسن حسنو

❀☆❀☆❀

این وائی ایف اسلام آباد کے زیر اہتمام ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل ڈائمنڈ جوبلی تقریب

مورخہ ۱۳ اپریل بروز جمعہ نماز کے بعد ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کا ڈائمنڈ جوبلی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں انتہائی عقیدت کے ساتھ منائی گئی۔ جس میں جناب مولانا آخوند حسین،

مولانا انور، بابو دولت، غلام حسین شگری، غلام حسین معروفی اور پنڈی اسلام آباد کے رہنے والے تمام ذی شعور نوربخشی حضرات نے شرکت کی۔سٹیج سیکریٹری کے فرائض عبدالرحمان نے سرانجام دیے۔ تلاوت کلام پاک جناب کاچو اختر نے کی۔نعت رسول مقبولؐ دلشاد حیدری نے پیش کی۔سب سے پہلے صدر NYF مہدی علی ربانی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔انھوں نے انتہائی مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ڈیڑھ لاکھ آبادی کے لئے صرف ۱۲۰۰ کاپیاں چھپوانا ایک المناک لمحہ فکریہ ہے۔ اس کے بعد غلام حسین شگری نے نشر و اشاعت کی افادیت پر روشنی ڈالی۔ بابو دولت تھلوی نے سابقہ نوربخشی ہیروز کو خراج تحسین پیش کیا اور نئی کابینہ NYF کی حوصلہ افزائی کی۔ دانیال محمود نے ”نوائے صوفیہ (نظم)“ انتہائی خوبصورت آواز میں پیش کی۔ جناب معروفی صاحب نے نوائے صوفیہ کے تاریخی نشیب وفراز اور ارتقاء کے بارے میں روشنی ڈالی ۔مولانا آخوند صاحب نے روحانیت اور نوائے صوفیہ پر لب کشائی کرتے ہوئے حضرت شاہ سید نوربخش کی خانقاہ معلی اور ان کے تدریسی طریق کار پر روشنی ڈالی۔آخر میں سیکریٹری جنرل NYF دلشاد حیدری نے اہل مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے محفل کا اختتام کیا۔　(غلام محمد سیکریٹری انفارمیشن،NYF اسلام آباد)

❁ ہم نوائے صوفیہ کا سواں شمارہ مکمل ہونے پر ملت نوربخشیہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔علامہ محمد بشیر اور اراکین نوائے صوفیہ کو بہت بہت سلام عرض ہے۔　(محمد جان کریسی)

❁ ڈائمنڈ جوبلی کے اس پرمسرت موقع پر تمام کارکنان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔کیونکہ اس رسالے میں دنیائے تصوف کی خبریں اور آپ کے مسائل اور اُن کا حل چھپے مضمون چھپتے ہیں۔اور ہم اسی سے دین کے مسائل اور تصوف کی خبروں سے آگاہ رہتے ہیں۔　(محبوب الحق اسرار کورودی)

❁ نوائے صوفیہ کی گولڈن جوبلی پر میرے طرف سے قابل احترام علامہ بشیر، مضمون نگار اور اراکین نوائے صوفیہ کو مبارک باد پیش ہے۔اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالی اُن تمام اراکین نوائے صوفیہ کی جو اس رسالے کی اشاعت کے لئے دن رات کام کر رہے ہیں عمر دراز کرے۔آمین!　(علی محمد نوشاد براہوی)

❁ سلام عرض کرنے کے بعد حقیر نے نوجوانان مسلک نوربخشیہ کے غیر متزلزل جذبے کے پیش نظر این وائی ایف کراچی کے پلیٹ فارم سے ایک مضمون اس پاک عظیم رسالے کیلئے ارسال کیا ہے۔ نوائے صوفیہ بلاشبہ مسلک نوربخشیہ کے اُفق پر ایک روشن ستارہ ہے۔ انتہائی نامساعد حالات کے باوجود عوامی امنگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے مسلک حقہ کی آبیاری ترویج وترقی اور نظریاتی اساس کی بقاء کے لئے اس کی کوششوں کی کوئی نظیر نہیں۔میں تمام اراکین نوائے صوفیہ کو گولڈن جوبلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

(غلام حسین نوید سرموی. فنانس سیکریٹری
صدر ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ سوسائٹی سرموں کراچی)

❁ نوائے صوفیہ کا سواں شمارے مکمل ہونے پر اراکین نوائے صوفیہ اور مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے تمام پیروکاروں کو مبارک باد دیتا ہوں۔نوائے صوفیہ شاہ سید محمد نوربخشؒ کی تعلیمات دنیا کے کونے کونے میں عام کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ کارکنان نوائے صوفیہ کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔آمین۔

چیئرمین کیریئر بلڈنگ ہاسٹل کراچی

❁ نوائے صوفیہ کی ڈائمنڈ جوبلی شمارہ پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی۔ نوائے صوفیہ اہل تصوف کے لئے ایک مثالی تحفہ ،سرمایہ دین ودنیا اور علمی خزانہ ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ علمائے کرام اپنے تنازعات کو پس پشت ڈال کر احیائے تصوف کے لئے مل کر کام کریں۔اہل علم وقلم اور نوجوان طالب علم حضرات سائنسی علوم،معلومات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے حوالے سے اپنی علمی معاونت کریں تاکہ آج کل کے علماء کے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے چیلنجوں سے نمٹ سکے۔آخر میں دعا ہے کہ تمام اراکین نوائے صوفیہ اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو جائیں۔ آمین!　(عرفان علی حقانی F.C.E اسلام آباد)

❁☆✿☆❁

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

ایم۔وائی۔نوری

مدرسہ صوفیہ نوربخشی ڈیرادون انڈیا سے ایک خط

کافی عرصہ ہوا رابطہ منقطع رہا۔ نوائے صوفیہ بھی نہیں آرہا ہے جس کی وجہ سے کافی مایوسی رہی۔ گزشتہ سال 20 عدد قاعدہ نوربخشی و 20 عدد آپ کے مسائل اور ان کا حل موصول ہوئے از حد خوشی ہوئی۔ سبھی کتابیں بچوں میں تقسیم کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ عربی فارسی کی کتابیں بھی موصول ہوئی تھیں۔ نوائے صوفیہ نہ ملنے کی شکایت کارگل و نوبراہ کے عوام سبھی کو ہے۔ اس بار براہ کرم نوائے صوفیہ سے ضرور نوازیں۔ نوائے صوفیہ کا دین حقہ کے لئے کردار آپنی مثال آپ ہے۔ نوائے صوفیہ کے ذریعہ جو ترقی مذہب صوفیہ نوربخشیہ کو ہندوستان میں ملی ہے قابل فراموش نہیں ہے۔ جس کی جزا اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو روز حشر دے گا۔ دیگر مدرسہ صوفیہ نوربخشی انباڑی ضلع دہرادون میں 2007ء میں پانچ طالب علم فارغ تحصیل ہو کر چلے گئے۔

۱) سید علی شاہ ابن سید مہدی شاہ ۲) مہدی علی شاہ ابن محمد سعدی
۳) آخوند مہدی ابن آخوند علی ۴) علی شاہ ابن حیدر علی مرحوم
۵) ابراہیم ابن حبیب اللہ

یہ سبھی طالب علم بقدانگ علاقہ نوبراہ کے رہنے والے ہیں ان حضرات نے دعوت صوفیہ، فقہ الاحوط، اصول اعتقادیہ، صرف ونحو اور منطق کی تعلیم حاصل کی ہے۔

سال 2008ء میں چند طالب علم فارغ ہو رہے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں مولانا یحییٰ، محمد کریم، مولانا نذیر حسین، مولانا حسین، مولانا واحد علی، مولانا ابراہیم علی۔ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ سبھی طالب علم اپنے دین حقہ کو مستحکم کرنے کے لئے دین کی خدمت پر گامزن رہیں، اپنے علاقے میں درس گاہ قائم کریں۔ ان سب کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے نوائے صوفیہ میں خبر ضرور شائع کریں۔ دیگر 1998 سے 2004 تک آمد مصارف کا حساب بھی حاضر خدمت ہے، ضرور شائع کریں۔

مدرسہ و مسجد صوفیہ نوربخشیہ کے قریب خانقاہ کی تعمیر کا کام شروع کیا جارہا ہے۔ تمام بلتستان نوربخشی عوام سے امداد کی اپیل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو اس نیک کام کی توفیق عطا فرمائے۔ چار سوالات بھی ہیں جوابات سے آگاہ کریں۔

(آخوند علی حسن
ناظم مدرسہ صوفیہ نوربخشی، گرام انباڑی، وکاس نگر، دھرہ دون، انڈیا)

⊛ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ رسالے کی دیری سے دکھ ہوتا ہے۔ جناب حافظ ذاکر علی ثاقب صاحب نے آپ کے مسائل اور اُن کا حل کو ایک کتاب کی شکل دی یقیناً قابل تحسین ہے۔ بہت سے لوگ اس سے مستفید ہو چکے ہیں تاہم ہم میں سے کچھ لوگ یا تو ان پڑھ ہیں یا دوسروں سے پوچھنے سے گھبراتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں علمائے دین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے خطبات اور تقریروں میں بنیادی مسائل بیان کرتے رہیں۔

(نثار علی راہی، گوندسر سو، کراچی)

⊛ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ تمام اراکین نوائے صوفیہ کو خیریت و عافیت سے رکھے۔ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ نوائے صوفیہ ہی ہمارا واحد ذریعہ ہے جس کی بدولت ہم اپنے مسلک

کے بارے میں آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ رسالہ دن دگنی رات چگنی ترقی کرے اور اس کار خیر میں کام کرنے والے کارکنان کی عمر دراز کرے۔ آمین

(محمد شریف شاھد قمر پابائی اسکول براہ)

❁ "جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ یونیوا بلغار پر ایک نظر" ایک مضمون تحریر کر کے بنام نوائے صوفیہ ڈاک میں بھیجا تھا مگر شائع نہیں ہوا۔ موقع آنے پر شائع فرمائیں۔ (موسیٰ علی یونیوا)

❁ یہ میرا پہلا مضمون ہے۔ شمارہ نمبر ۱۰۰ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور لکھنے پر بہت مجبور ہوا۔ اُمید ہے کہ آپ حضرات اسے ضرور شائع کریں گے۔ (محمد اسلم نورانی خپلو کھانگر متعلم جامعہ نعیمیہ لاہور)

❁ میں نے ایک مضمون ارسال کیا ہے اسے نوائے صوفیہ میں شائع فرمائیں اور ہماری حوصلہ افزائی کریں۔ شکریہ

(محمد نیاز شگری طالب علم طفیل کالونی سکردو)

باقی صفحہ نمبر 54 پر

بقیہ حضرت جعفر صادق

على توفقه و عصمته و ان كانت اخر: فانتقل عنها بصحيح العزيمة ، واندم على ما قد سلف من عمرك فى الغفلة و استعن بالله تعالى على تطهير الظاهر من الذنوب و تنظيف الباطن من العيوب ، واقطع رباط الغفلة عن قلبك ، و اطفأ نارالشهوة من نفسك۔ اور یہ تین اصول یعنی خوف ، امید اور محبت حرم، مسجد اور خانہ کعبہ کی مانند ہیں۔ پس جب کوئی شہر مکہ میں حرم کے احاطے میں داخل ہو جائے تو وہ لوگوں کے ازار اور ایذا سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ اخلاص نیت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اس کے اعضاء و جوارح گناہ و معصیت کے کاموں کی انجام دہی سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور جب وہ خانہ کعبہ میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ اپنے دل کو غیر اللہ کی طرف مشغول ہونے اور مخلوق کی یاد سے بچائے رکھے۔

پس دیکھ اے مومن! اگر تیرا حال ایسا ہے کہ زاد آخرت تیار ہے اور تو موت کے استقبال کے لیے برضا و رغبت تیار ہے تو تجھے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور صراط مستقیم کی ہدایت کا شکر بجالانا چاہیے۔ اور اگر تیرا حال ایسا ہے کہ موت کا سامنا کرنے سے تُو خائف ہے اور اس سے راہ فرار چاہتا ہے تو تجھے چاہیے کہ عزم صمیم کے ساتھ اپنی حالت کو شقاوت سے سعادت میں بدل دے اور گزشتہ زندگی کی غفلت اور خطاؤں پر نادم اور پشیمان ہو کہ افسوس عمر بے حاصلی کے صحرا میں گزری اور اپنے پروردگار سے مدد واستعانت طلب کر کہ وہ تیرے ظاہر کو گناہ ظاہری سے پاک کرے اور تیرے باطن کو عیوب باطنی سے منزہ کرے اور غفلت کو اپنے دل سے ملک بدر کر دے اور نفس میں بھڑکتی ہوئی شہوت کی آگ کو بجھا ڈال۔

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

نوائے صوفیہ کے لیے وصولیات

نئے اور پرانے قارئین سے

۱۔ کامران انچ حسرت حسن آبادی	2000/-	۲۔ نور حسن نوری کراچی	300/-
۳۔ محمد یوسف ایبٹ آباد	300/-	۴۔ حیدر علی خپلو	1000/-
۵۔ زاہد حسین بلغاری	300/-	۶۔ محمد قاسم اسلام آباد	300/-
۷۔ عبدالجبار برقچن	300/-	۸۔ افتخار احمد واہ کینٹ	200/-
۹۔ محمد علی میرپور آزاد کشمیر	300/-	۱۰۔ حاجی لیاقت علی چھوربٹ	250/-
۱۱۔ محمد کمال چھوربٹ	300/-	۱۲۔ شجاعت حسین	500/-
۱۳۔ محمد یعقوب تھلوی میانوالی	200/-	۱۴۔ صوبیدار (ر) غلام مہدی خپلو	1000/-

نمائندوں سے وصولیات

۱۔ سکردو سے بذریعہ غلام مہدی	8100/-	۲۔ غلام محمد شاہین علی پور	1927/-
۳۔ اسلام آباد سے زین العابدین	5700/-	۴۔ مولانا شکور علی انور خپلو	1250/-
۵۔ اعجاز حسین بلغاری	2600/-	۶۔ علی محمد نوشاد قمر پابراہ	1500/-
۷۔ ماسٹر حسین بلغار دسوق	650/-	۸۔ محسن رضا شاہ سید ہاشل	900/-
۹۔ بوا عبداللہ راولپنڈی	500/-	۱۰۔ بوا شیر علی ڈوغنی	1000/-
۱۱۔ ماسٹر ذاکر کھرکوہ	500/-	۱۲۔ مشتاق احمد بلغار	500/-
۱۳۔ ماسٹر محمد علی تھلے	705/-	۱۴۔ بوا موسیٰ علی بلغار	400/-
۱۵۔ حوالدار عبداللطیف	500/-	۱۶۔ ماسٹر غلام نبی بلغار	1000/-
۱۷۔ محمد یوسف بلغاری لاہور	500/-	۱۸۔ ثناء اللہ براہوی	1410/-
		میزان	36,892/-

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

غزل حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ

ترجمہ: ناجی مناجی

تو میاں آب حیات ہے مگر آب ہی کی تلاش ہے
کہ ہے آفتاب تو خود مگر تجھے روشنی کی تلاش ہے

وہ گلی کہ جس میں ہے اس کا گھر وہ ترے ہی دل کے نگر میں ہے
ذرا اپنے آپ میں جھانک لے اگر اس گلی کی تلاش ہے

کوئی آکے دے گا کہاں خبر تجھے بوئے زلف کی بے خبر؟
کہ تو خود ہی یار کی زلف ہے، مگر اس خوشی کی تلاش ہے

ذرا اپنے آپ کو دیکھ لے، وہ رخ جمیل تو خود ہے تو
جو رخ جمیل ہے آئینہ تجھے بس اسی کی تلاش ہے

ترے دم قدم سے مہک اٹھا سر عرش پردہ ذات بھی
ذرا چھوڑ بیٹھ دہر جو تجھے مشک ہی کی تلاش ہے

تو ہی زیب ملک بھی ہے سر عرش تیری چمک بھی ہے
پہ ہوا و حرص کے شہر میں تجھے خاک ہی کی تلاش ہے

میں وہ گل ہوں گلشن وصل کا جو الم کی خاک پہ گر پڑا
حسد اور حرص کی آگ میں بھی شگفتگی کی تلاش ہے

اگر اس کی بزم کا شوق ہے، تو علائی تو بھی یہ جان لے
نہ ملے گا اس کو خدا کبھی جسے یاں خودی کی تلاش ہے